قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک یکم اپریل 2022ء | 29 شعبان 1443 ہجری قمری | 01 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:79

ارشادِ باری تعالیٰ

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ
(الحج:31)

ترجمہ: پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے اجتناب کرو۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتادوں؟ آپ نے یہ تین دفعہ پوچھا۔ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی آپ بیٹھ گئے اور فرمایا! خبردار جھوٹی بات کہنے سے بچو اور جھوٹی گواہی دینے سے بچو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو دہراتے چلے گئے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

(صحیح بخاری کتاب الشہادات باب ما قیل فی شہادۃ الزور)

فرمان خلیفہ وقت

سب سے اہم بات یا خلق جو ایک مومن کی بنیادی شرط ہے وہ سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31) پس تم بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے بچو پس بتوں کی پرستش اور جھوٹ کو ملا کر واضح کر دیا کہ اگر تمہارے اندر سچائی نہیں اور سچی بات کہنے کی عادت نہیں تو یہ ایسا ہی بڑا گناہ ہے جیسے بتوں کو پوجنا۔

(خطبہ جمعہ 16جون 2017ء)

فرمایا: جھوٹ کے خلاف آپ لوگ ایک مہم چلائیں۔۔۔۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کے لئے اس برائی کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔۔۔۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وہ ہرگز پاک نہیں ہوسکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔۔۔ اگر ہم سو فیصد ہر معاملے میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہوجائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 111)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

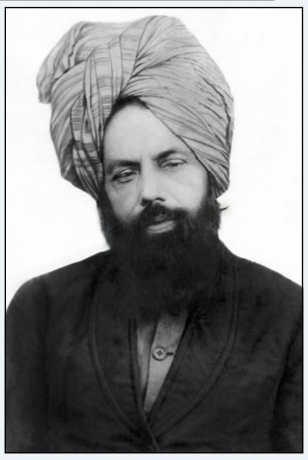

جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں

قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔۔۔۔۔اب یہ بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ جھوٹ سے بہت ہی پیار کرتے ہیں۔ چنانچہ عملی حالت اس پر شاہد ہے۔ مثلاً قرآن تو تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ہی ہے۔ مگر سنا گیا ہے کہ انجیلیں ساٹھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔

(نورالقرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 408-409)

اس شمارہ میں

- اشکوں سے جھلملاتی دعا عرش تک گئی (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- ارشاداتِ نور
- رمضان المبارک۔ اسم بامسمّٰی مہینہ
- شیخ مبارک محمود پانی پتی مرحوم آف لاہور
- ایک قبیح رسم۔ اپریل فول
- مالی کے ریجن کیتا میں جلسہ سالانہ ریجنل کا انعقاد
- جلسہ مصلح موعودؓ۔ سسکاٹون جماعت
- پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں ایک تقریب

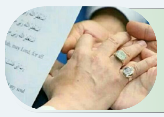

دربارِ خلافت

’’اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے راہنما!
تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس ہر احمدی نوجوان کو خاص طور پر یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آج کل کی برائیوں کو میڈیا پر دیکھ کر اس کے جال میں نہ پھنس جائیں ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ انہی بیہودگیوں کا اثر ہے کہ پھر بعض لوگ جو اس میں ملوث ہوتے ہیں تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں اور اس وجہ سے پھر بعضوں کو اخراج از جماعت کی تعزیر بھی کرنی پڑتی ہے۔ ہمیشہ یہ بات ذہن میں ہو کہ میرا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بے حیائی ہر مرتکب کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیادار کو حسن و سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ما جاء فی الفحش والتفحش۔ حدیث نمبر 1974)

پس یہ خوبصورتی ہے جو انسان کے اندر نیک اعمال کو بجا لانے اور اس کی تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرم دل میں ہو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں شرم بخشی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یوں نہیں۔ بلکہ جو شخص شرم رکھتا ہے وہ اپنے سر اور اس میں سمائے ہوئے خیالات کی حفاظت کرے۔ (یہ شرم ہے کہ اپنے دماغ میں آنے والے خیالات کی حفاظت کرو)۔ پیٹ اور جو اس میں خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ موت اور ابتلا کو یاد رکھنا چاہئے۔ جو شخص آخرت پر نظر رکھتا ہے وہ دنیوی زندگی کی زینت کے خیالات کو چھوڑ دیتا ہے۔ پس جس نے یہ طرز زندگی اختیار کیا اس نے واقعی خدا کی شرم رکھی۔

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب 24/89 حدیث نمبر 2458)

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

پس ذہن میں آنے والے ہر خیال کو اللہ تعالیٰ کی شرم لئے ہوئے آنا چاہئے۔ اگر کوئی بدخیال آتا بھی ہے تو اسے فوری طور پر جھٹکا جانا چاہئے۔ استغفار کے ذریعہ سے اس کو جھٹکنا چاہئے۔ جب خیالات پاکیزہ ہوں گے تو عمل بھی پاک ہوں گے۔ پھر لغویات ایسے انسانوں پر کوئی اثر نہیں ڈال سکیں گی۔ اسی طرح انسان اپنی روزی کے بھی حلال ذرائع استعمال کرے۔ محنت کرے۔ محنت سے کمائے۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیسے پر نظر رکھ کر چھیننے کی کوشش کرے یا غلط طریق سے پیسے کمائے۔ پاکستان وغیرہ میں رشوت وغیرہ بھی بڑی عام ہے یہ سب حلال کی کمائیاں نہیں ہیں۔ آپ نے یہی فرمایا کہ اپنے پیٹ اور اس میں جو خوراک بھرتا ہے اس کی بھی حفاظت کرے۔ پس جائز کمائی سے اپنا بھی اور اپنے بیوی بچوں کا بھی پیٹ پالے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اللہ اور اس کے رسول پر صحیح ایمان لانے والے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا ہے۔ اللہ کو پانے کے لئے یہ دعا لکھی ہوئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

’’اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے راہنما! تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے، اپنی بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حقیقی ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس نبی کے ماننے والے ہیں جنہوں نے ہمیں صحیح راستہ دکھایا۔ ہمیں اچھے اور برے کی تمیز سکھائی۔ اگر اس کے بعد پھر ہم دنیاداری میں پڑ کر رسم و رواج یا لغویات کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے رہیں گے تو ہم نہ عبادتوں کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ نور سے حصہ لے سکتے ہیں۔

بقیہ صفحہ 4 پر

اشکوں سے جھلملاتی دعا عرش تک گئی

اشکوں سے جھلملاتی دعا عرش تک گئی
کرنی نہ آئی ہم کو دیا ایسی بندگی

کل رات آسمان پہ تھا جشن ماہتاب
آئی تھی مجھ کو لینے ستاروں کی پالکی

سانسوں نے ساتھ چھوڑا تھا محفل میں بار بار
ہم سر جھکا کے بیٹھے رہے آہ تک نہ کی

جب عمر گھٹی، آیا سمجھ چاند کا بھی دکھ
ہائے یہ مری سادگی، ہائے یہ سادگی

دن میں تو کئی بار یہ کہتا ہے آئینہ
او بد نصیب! تجھ کو ہے کس چیز کی کمی

رخصت ہوا تو آنکھ سے موتی بکھر گئے
اے چارہ گر! فراق میں چنتی رہی وہی

دیا جیم۔ فجی

آج کی دعا

رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ

(آل عمران: 194)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔

یہ قرآن مجید کی بخشش اور انجام بخیر کی عظیم الشان دعا ہے۔ پیارے قابل صد احترام آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآنی دعا کا وارث بنائے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ (آل عمران: 194) کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش اور ہم سے برائیاں دور کر دے۔ ہماری ساری برائیوں کو اس طرح ڈھانپ دے جیسا ہم نے کبھی کی ہی نہیں تھیں۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارَ اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ ہمیں ان میں شمار کر جن پر تیرے پیار کی نظر پڑتی ہے اور ہم تیرا پیار حاصل کرنے والے بنیں اور ہم ہمیشہ تیری ستاری سے حصہ پاتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ 3 اپریل 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

خلوت پسندی

قسط 17

خلوت کے معنی ہیں تنہائی اور علیحدگی۔ پوشیدہ در پردہ ہونا ’محبت خلائق اور ہستی سے بیگانہ ہونا۔ جلوت کا اُلٹ

انبیائے کرامؑ کی اعلیٰ لذات ان کے معبود میں ہوتی ہیں۔عشقِ الٰہی میں بے خود ہوکر صرف خالق کائنات کے تصور اور یاد میں محو رہنا پسند کرتے ہیں اس لئے وہ دنیا اور دنیا کی دلچسپیوں سے بے نیاز ہوکر کسی گوشہ تنہائی میں علیحدہ ہو رہتے ہیں جہاں تمام ترمحویت کے ساتھ اپنا وقت یادِ الٰہی میں گزار سکیں۔ان میں ظاہر داری نہیں ہوتی انہیں لوگوں کی تعریف و توصیف کی طلب نہیں ہوتی جاہ پسند نہیں ہوتے۔صرف مولا کریم کی رضا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بندوں کی فلاح و بہبود چاہتے ہیں۔مخلوق کی ہمدردی اور خیر خواہی میں انہیں صراطِ مستقیم پر دیکھنا چاہتے ہیں۔تنہائی میں ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ایسے خود فراموش بندوں کو اپنے لئے چن لیتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر کنجِ عافیت سے نکال کر خدانمائی کا کام سونپتا ہے۔

آنحضور ﷺ کی خلوت پسندی کی گواہ غارِحرا کی چٹانیں ہیں جن پر کئی کئی دن رات تنہا بیٹھے دعاؤں میں گزار دیتے کبھی آپؐ جنگل میں نکل جاتے اور تنہا اپنے رب کو یاد کرتے۔آپؐ گھر میں بھی گوشۂ عافیت تلاش کر لیتے۔ شب کی تاریکی بھی دنیا سے پردے کی صورت بن جاتی۔ پھر آپؐ اپنے محبوب کی خوب پرستش فرماتے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو خود تنہائی میں یادِ الٰہی کے رسیا تھے اور صاحبِ تجربہ تھے فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہلِ دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت ﷺ کی بھی یہی حالت تھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تھا۔ اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپؐ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کیسے بہادر اور شجاع تھے جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا اہلِ دنیا بزدل ہوتے ہیں ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 317)

’’آپؐ کی پہلی عبادت وہی تھی۔ جو آپؐ نے غارِ حرا میں کئی کئی دن ویرانہ پہاڑی کی غار میں جہاں ہرطرح کے جنگلی جانور اور سانپ چیتے وغیرہ کا خوف ہے دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور میں عبادت کرتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔قاعدہ ہے کہ جب ایک طرف کی کشش بہت بڑھ جاتی ہے تو دوسری طرف کا خوف دل سے دور ہوجاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 322)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ حضورؐ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے۔ آپؐ کی بے شمار دُعائیں جو آپؐ نے مختلف اوقات میں بارگاہِ ایزدی میں کیں۔ آپؐ کے قلبی جذبات کی شاہد ہیں۔ایسی خودسپردگی اور گداز ہے جیسے روح پگھل کر آستانۂ الوہیت پر بہہ رہی ہو اے خدا! تُو ہی میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں۔تُو نے مجھے پیدا کیا اور مَیں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔اپنے کاموں کے خراب پہلو سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔تیرے احسانوں کا معترف اور اپنی کوتاہیوں کا اقراری ہوں۔تیرے سوا کوئی پردہ پوش نہیں۔

آنحضرت ﷺ اپنے خاندان اور احباب میں ایک پسندیدہ شخصیت تھے مکہ کے لوگ اس امین وصادق کو محبوب رکھتے تھے پھر گھر کا سکون بھی حاصل تھا قوم کی نظروں میں عزت و توقیر کا مقام تھا اس سکون کو تج کر اختیاری تنہائی میں وقت گزارتے۔ سارے شہر کے لوگ اپنی اپنی سرگرمیوں میں مگن زندگی کے مزے لے رہے ہوتے۔صرف ایک شخص کو اس ماحول میں سکون نہیں ملتا تھا کیونکہ وہ اس دنیا کا نہیں اپنے رب کا بندہ تھا۔۔ زمانہ نبوت سے قبل کی زندگی میں جس کی پاکیزگی کے متعلق قرآن نے اعلان کیا فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17)۔اس مطہر اور مقدس وجود کو سکونِ غارِ حرا کی کنجِ خلوت میں ملتا۔ بخاری شریف میں لکھا ہے۔

حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 3)

آنحضرت کو خلوت بہت پسند تھی۔ جو آپؐ غارِحرا میں کئی کئی راتوں تک بغرضِ عبادت اختیار فرماتے اور اس عرصہ کے لئے کھانا گھر سے لے جاتے۔ جب وہ کھانا ختم ہوجاتا۔واپس آ کر پھر توشہ لے جاتے۔ آپؐ اسی طرح کیا کرتے یہاں تک کہ آپؐ پر حق کھل گیا اور وحی لے کر فرشتہ آپؐ کے پاس حاضر ہوگیا۔

خلوت پسندی کا یہ جوہر خالقِ کائنات کی خاص عطا تھی۔اللہ پاک کی تربیت کا انداز تھا بڑی ذمہ داری کے لئے بڑی تربیت وہ خود فرماتا ہے۔ اور اپنے تربیت یافتہ کو وہ قوتِ قدسی عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنا نور آگے منتقل کرسکیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کردے اور رُوحانی امور میں اس کی پوری پرورش کرکے دکھلاوے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خداشناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپؐ کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی۔مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپؐ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ مسیحی،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 388-389)

رسول کریم ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں زمانی بُعد بے شک چودہ سو سال کا ہے مگر روحانی طور پر ایک ساتھ ہی تھے اللہ تبارک تعالیٰ کا عشق اور عاشقانہ ادائیں مماثل ہیں۔ فرماتے ہیں:

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

آپ کی خلوت پسندی تعلیم کے زمانے سے نظر آتی ہے

اساتذہ کرام گھر پر تعلیم دیتے سبق سے فارغ ہوکر آپ بالا خانے پر تشریف لے جاتے اور تنہائی میں بیٹھ کر پوری یکسوئی سے اپنا سبق دہراتے۔آپ کے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ بار بار آپؑ کو سمجھاتے کہ اس طرح گزارا کیسے ہوگا آپؑ خاموشی سے سنتے اگر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ

’’ابا بھلا بتاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرماں بردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 52)

والد صاحب فرماتے ’’اچھا بیٹا جاؤ اپنا خلوت خانہ سنبھالو‘‘ پھر آبدیدہ ہوکر کہتے ’’جو حال پاکیزہ غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی (ہے) یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے‘‘

چودہ پندرہ سال کی عمر میں تنہا بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے رہنے کے ذکر میں آپ کے والد صاحب نے فرمایا یہ ’’کسی سے غرض نہیں رکھتا سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز اردو قادیان جنوری 1942ء صفحہ 9)

ایک اور موقع پر آپؑ کے والد صاحب نے فرمایا ’’غلام احمد کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 494مطبوعہ 2008)

اس زمانے کی مصروفیات کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں’’ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 181 بقیہ حاشیہ)

13-15سال کی عمر میں شادی ہوئی۔لیکن یہ تعلق بھی آپؑ کی خلوت نشینی پر اثرانداز نہ ہوا تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ان دنوں اگر کوئی آپؑ کے والد صاحب سے آپ کے متعلق پوچھتا تو وہ بڑی فکرمندی سے جواب دیتے کہ اسے تو تنہا بیٹھ کے کتابیں پڑھنے کے سوا کچھ اچھا نہیں لگتا۔ یا مسجد میں عبادت کرتا رہتا ہے۔ آپؑ کے کم آمیز ہونے کی وجہ سے ملاں، دلہن اور مسیتڑ کے القاب دئے جاتے۔ شادی کے بعد سولہ سترہ سال کی عمر کے مشاغل دیکھئے فرماتے ہیں’’میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور ان کے اعتراضوں پر غور کرتا ہوں میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔‘‘

(الحکم 30/ اپریل 1900ء صفحہ 2)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’براہین کی تالیف کے زمانہ کے قریب اسی شہر میں قریباً سات سال رہ چکا۔ تاہم آپ صاحبوں میں ایسے لوگ کم ہوں گے جو مجھ سے واقفیت رکھتے ہوں کیونکہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا اور اَحَدٌ مِّنَ النَّاس تھا

اور میری کوئی عظمت اور عزت لوگوں کی نگاہ میں نہ تھی مگر وہ زمانہ میرے لئے نہایت شیریں تھا کہ انجمن میں خلوت تھی اور کثرت میں وحدت تھی اور شہر میں میں ایسا رہتا تھا جیسا کہ ایک شخص جنگل میں۔ مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے کیونکہ میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 243)

لیکن 19 ویں صدی کے آخری ربع میں آپؑ کو خدائی تقدیر دنیا کی اصلاح کیلئے گوشہ گمنامی سے نکال کر علمی میدان کی جانب کھینچنے لگی۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تاریخی طور پر اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: ’’پبلک میں آپ نے تصنیف براہین سے صرف کچھ قبل یعنی 1877-1878ء میں آنا شروع کیا اور مضامین شائع کرنے شروع فرمائے اور تبلیغی خطوط کا دائرہ بھی وسیع کیا۔ مگر دراصل مستقل طور پر براہین احمدیہ کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو ملک کے سامنے کھڑا کیا اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا اور لوگوں کی نظریں اس دیہات کے رہنے والے گمنام شخص کی طرف حیرت کے ساتھ اُٹھنی شروع ہوئیں‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 93 مطبوعہ 2008)

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اٹھائیس سال کی عمر میں آپ سیالکوٹ بحصول ملازمت تشریف لے گئے اور وہاں ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر میں ملازم ہو گئے ملازمت کے وقت سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے مکان سے باہر کم جاتے اور اس خلوت میں اپنا وقت تلاوت قرآن مجید، عبادت گزاری، شب بیداری علمی مشاغل میں گزارتے کتابوں کا مطالعہ کرتے یا مذہبی مباحث میں حصہ لیتے تھے آپ کی پرہیز گاری اور تقویٰ کا اتنا اثر تھا کہ سب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور دینی مسائل دریافت کرتے تھے۔

ملازمت سے سبکدوش ہو کر قادیان تشریف لے آئے تو کلیۃً فنا فی اللہ ہونے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں فارسی میں ایک درخواست تحریر فرمائی اس کے چند جملوں کا ترجمہ ہے:

میرا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہے اور چہرہ غم سے زرد۔اور اکثر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ علیہ کے یہ دو مصرع زبان پر جاری رہتے ہیں اور حسرت و افسوس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازئ روزگار

(اپنے دل کو دنیائے دوں میں نہ لگا کیونکہ موت کا وقت ناگہاں پہنچ جاتا ہے)

’’میں چاہتا ہوں کہ باقی عمر گوشہ تنہائی اور کنجِ عزلت میں بسر کروں اور عوام اور ان کی مجالس سے علیحدگی اختیار کروں اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤں تا تلافیٔ مافات کی صورت پیدا ہو جائے‘‘

فرمایا کرتے تھے ’’مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا۔ تمام چیزیں سوائے اُس کے مجھے ہرگز نہ بھاتی تھیں۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ایک لمحہ بھی شہرت کو پسند نہیں کیا۔ میں بالکل تنہائی میں تھا اور تنہائی ہی مجھ کو بھاتی تھی۔شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا اس کو خدا ہی جانتا ہے میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا اور یہی میری آرزو تھی خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا میری ہرگز مرضی نہ تھی مگر اُس نے میری خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اُس کام کے لئے اُس نے مجھے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجھ کو اس عہدۂ جلیلہ پر مامور فرمایا یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ میری طبیعت اس طرح واقع ہوئی ہے شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کس طرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی لیکن خدا مجھے اور طرف لے جاتا تھا میں نے بار بار دعائیں کیں مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جائے مجھے میرے خلوت کے حجرے میں چھوڑ دیا جائے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا اس کو سنوارو انبیاء کی طبیعت اس طرح واقع ہوئی ہے وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے کسی نبی نے کبھی شہرت کی خواہش نہیں کی ہمارے نبی کریم ﷺ بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے آپ عبادت کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے یہ غار اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان وہاں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا لیکن آپؐ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہنچے گا۔ آپؐ بالکل تنہائی چاہتے تھے شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے مگر خدا کا حکم ہوا یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۙ﴿۲﴾ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ ۪ۙ﴿۳﴾ اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا آپؐ تنہائی کو جو آپؐ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں‘‘

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادقؓ صفحہ 159-160)

’’اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدانِ عالم میں اس نے نکالا ہے جو لذّت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کون واقف ہے میں قریب 25 سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت کی کرسی پر بیٹھوں مجھے طبعاً اس سے کراہت رہی ہے کہ لوگوں میں مل کر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں۔فرمایا میں جو باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کی بنا پر ہے‘‘

(سیرت مسیح موعودؑ از عبد الکریمؓ صفحہ 45)

اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی خاں صاحب کے والد اور اخبار زمیندار کے بانی منشی سراج الدین احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں لکھا: ’’ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعۂ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے ہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔‘‘

(اخبار زمیندار مئی 1908ء بحوالہ بدر 25 جون 1908ء۔صفحہ 13 کالم نمبر 1-2)

مَیں تھا غریب و بیکس و گم نام و بے ہُنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کِدھر
لوگوں کی اِس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کِسی کو خبر نہ تھی
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کِس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانے میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد ازمُرورِ روزگار

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا کہ یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡهٰهُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ (الاعراف:158) کہ جو اس پر ایمان لانے والے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے۔

گردنوں میں جو پھندے پڑے ہوئے ہیں وہ اتار دیتا ہے۔ جو پھندے پہلی قوموں میں پڑے ہوئے تھے، پہلی نسلوں میں پڑے ہوئے تھے، اپنے دین کو بھول کر رسم و رواج میں پڑ کر یہودیوں اور عیسائیوں نے گلوں میں جو پھندے ڈالے ہوئے تھے اب وہی باتیں بعض مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم میں بھی پیدا ہو گئیں تو پھر ہم یہ کس طرح دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ پس یہ طوق ہمیں اتارنے ہوں گے۔

پس اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ ہم اس نبی پر بھی ایمان لائے ہیں جس نے ہمارے لئے حلال و حرام کا فرق بتا کر دین کے بارہ میں غلط نظریات کے طوق ہماری گردنوں سے اتارے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود ان واضح ہدایات کے پھر بھی بعض طوق اپنی گردنوں پر ڈال لئے ہیں۔

لیکن ہم احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت کے بعد اس حقیقت کو دوبارہ سمجھے ہیں کہ یہ طوق اپنی گردنوں سے کس طرح اتارنے ہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ قبروں پر سجدے سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ پیر پرستی سے عموماً بچے ہوئے ہیں۔بعض جگہ اِکّا دُکّا شکایات آتی بھی ہیں۔ عمومی طور پر بعض غلط قسم کے رسم و رواج سے ہم بچے ہوئے ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض چیزیں راہ پا رہی ہیں۔ اگر ہم بے احتیاطیوں میں بڑھتے رہے تو یہ طوق پھر ہمارے گلوں میں پڑ جائیں گے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارے گلوں سے اتارے ہیں اور جن کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کی پھر نصیحت فرمائی ہے۔ اور پھر ہم دین سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ اب ظاہر ہے جب ایسی صورت ہو گی تو پھر جماعت سے بھی باہر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جماعت سے تو وہی جڑ کر رہ سکتے ہیں جو نور سے حصہ لینے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب سے حصہ لے رہے ہیں۔ جو اللہ اور رسول اور اس کی کتاب سے حصہ نہیں لے رہے وہ نور سے بھی حصہ نہیں لے رہے۔ جو نور سے حصہ لینے کی کوشش نہیں کر رہے وہ ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔ تو یہ تو ایک چکر ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اپنی حالتوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ جو خود بھی نور تھے اور آسمان سے کامل نور آپؐ پر اترا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے دل اور میرے دیگر اعضاء میں نور رکھ دے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل حدیث نمبر 6316)

یہ دعا اصل میں تو ہمیں سکھائی گئی ہے کہ ہر وقت اپنی سوچوں اور اپنے اعضاء کو، اپنے خیالات کو، اپنے دماغوں کو، اپنے جسم کے ہر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق استعمال میں لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے دعا کرو کہ ذہن بھی پاکیزہ خیال رکھنے والے ہوں اور عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے قول پر عمل کرنے والے ہوں۔ رسم و رواج سے بچنے والے ہوں۔ دنیاوی ہوا و ہوس اور ظلموں سے دور رہنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہم ہمیشہ حصّہ پاتے چلے جائیں۔ کبھی ہماری کوئی بدبختی ہمیں اس نور سے محروم نہ کرے۔

(خطبہ جمعہ 15؍ جنوری 2010ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 17 شمارہ 6 مورخہ 5 فروری تا 11 فروری 2010 صفحہ 5 تا 8)

مرسلہ: فائقہ بُشریٰ

ارشاداتِ نور

قسط 9

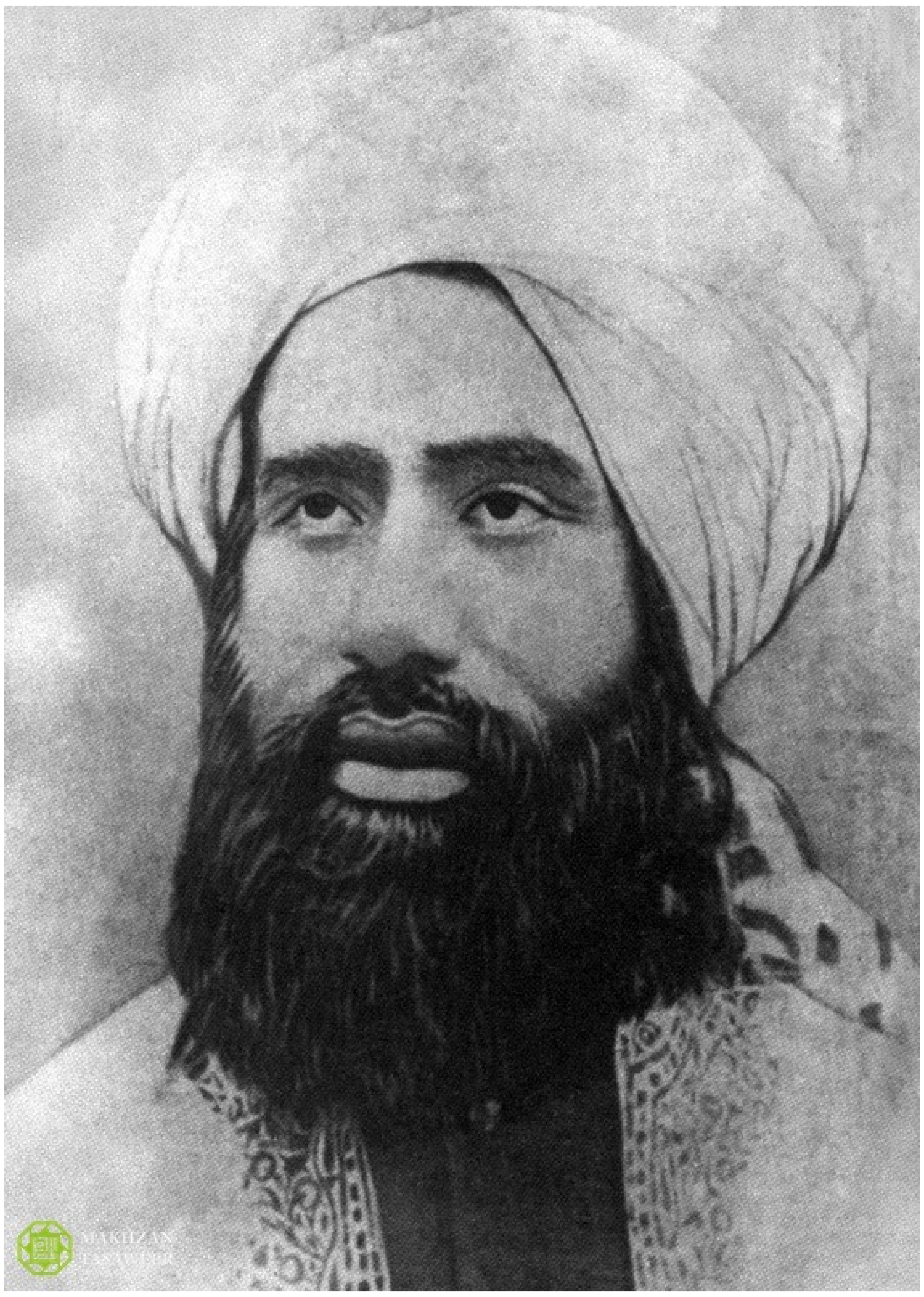

قرآن شریف سائنس کی طرف متوجہ کرتا ہے

18مارچ 1912ء۔ فرمایا۔ ہماری کتاب بڑی عجیب ہے۔ ہماری کیا؟ حضرت نبی کریم ﷺ کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی۔ دنیا کی کوئی کتاب نہیں جو سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ (البقرہ:165) اس میں آسمان کی بناوٹ کا ذکر ہے۔ وَالۡاَرۡضِ پھر زمین کے بارہ میں سارا علم جیالوجی داخل کر دیا وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ میں علم جغرافیہ آجاتا ہے۔ وَالۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ اس میں سٹیمر، جہاز، قطب شمالی کی سوئی، سمندر، پانی، ہوا اور کشتیوں کا علم آجاتا ہے۔ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اس میں بخارات اور بارشوں اور نباتات کا علم آجاتا ہے۔ وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ اس میں جانوروں کا علم آجاتا ہے۔ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ اس میں ہوا اور ہوا کی قسموں کا ذکر ہے۔ کاربالک ہائیڈروجن وغیرہ موٹی موٹی چیزیں ہیں۔ علاوہ ان کے اور بھی ہوا میں کئی اجزا ہیں۔ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ بادلوں میں روشنی، کچک، ایتھر کا کارخانہ الگ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری کتاب کسی علم سے نہیں ڈرتی۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ اس میں نشان ملتے ہیں مگر عقلمندوں کے لیے۔ وہ کون لوگ ہیں اَلَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ (آل عمران:192) اس میں اب ہی مجھے ایک لطیفہ خیال میں آیا کہ اس موجودہ سائنس پر جس قدر لوگ غور کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اٹھتے بیٹھتے جب سوچتے ہیں تو ساتھ ہی خدا کو بھی یاد کر لیتے ہیں۔ ایک وہ جو قدرت الٰہی پر غور کرتے ہیں تو مولا کو بھول جاتے ہیں۔ یہاں یہ فرمایا کہ اگر تم سائنس پر غور کرو تو اللہ کو بھی یاد کیا کرو کیونکہ ایسے وقت میں جو اللہ کا خیال نہیں رکھتے ان کو سکھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ جس نے کونین بنائی تھی اس کو قید کر دیا گیا تھا اس خیال سے کہ اس نے کسی جن کو قابو کر کے اس سے یہ کام لیا ہے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 70-71)

بیوی کی چیزوں کا تجسس

فرمایا۔ میں نے اپنی بیوی کی چیزیں کبھی نہیں دیکھیں نہ ہمیں اب تک معلوم ہے کہ ان کے پاس کتنے ٹرنک، برتن، کپڑے، چیزیں ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ عورتوں کی باتوں میں دخل دیں۔ فرمایا بلکہ میں اپنی بیوی کی کوٹھری کی جانب بھی کم ہی جاتا ہوں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 80)

معنی پوچھنے میں حکمت

فرمایا۔ میں تم سے کسی لفظ کے معنی پوچھتا ہوں تو یہ مت سمجھو ہماری ہتک ہوتی ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی بھی عادت تھی صحابہ کرام سے کبھی خوب سمجھانے کے لیے کچھ پوچھا کرتے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 81)

استغفار بہت کیا کرو

ایک شخص کو اس کی بے خوابی، بے چینی اور پریشانی طبیعت کی شکایت کے جواب میں لکھوایا کہ استغفار بہت کرو۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 174)

اللہ پر بھروسہ کرو

ایک شخص کو فرمایا کہ جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ رکھے وہاں ہی رہنا چاہیے کیونکہ لکھا ہے کہ اَلۡاِقَامَةُ فِیۡ مَا اَقَامَ اللّٰہُ اور مخالف کو تو انسان (ناس) کا بال بھی نہ سمجھے۔ خدا کو اگر اپنے مومن بندہ کے لیے سارا جہان بھی تباہ کرنا پڑے تو وہ کر دیتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ تو ہزاروں کو پیدا کرسکتا ہے اور ہزاروں کو تباہ کرسکتا ہے۔ دیکھو اس کے ایک مومن بندہ نے صرف اتنا ہی کہا کہ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا (نوح:27) تو سب کو تہ آب کر کے تباہ کر دیا۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 178)

مہدی کا مال لٹانا

فرمایا۔ حدیث میں آتا ہے کہ مہدی آئے گا اور مال لٹائے گا مگر لوگ قبول نہ کریں گے۔ حضرت صاحب نے پانچ ہزار تک کا اشتہار تو آتھم کے بارہ میں ہی دیا اور براہین پر دس ہزار کا دیا مگر اب تک کسی نے وصول نہ کیا۔ کسی نے کہا کہ لوگ ایسے اشتہاروں پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ ہنسی نہیں بلکہ اس حدیث کی تصدیق کر رہے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 185)

شیعہ کے مطاعن کا رد

بوقت درس قرآن شریف فرمایا۔ دیکھو میں ایک کہانی سناتا ہوں۔ میرے ایک دوست شیعہ ہیں وہ میرے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مجھ سے سخت محبت بھی ہے۔ ایک دفعہ میرے پاس جموں میں آئے اب بھی کبھی آجاتے ہیں۔ وہ میرے پاس ایک آٹھ جلد کی کتاب لائے ایک پانچ جلد کی ایک تین جلد کی، اور کہا آپ کو کتابوں کا شوق ہے میں آپ کی خاطر لایا ہوں۔ میں نے کہا مول کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مول یہی ہے کہ ان کو پڑھ جاؤ۔ میں 75 صفحے وہیں بیٹھے بیٹھے پڑھ گیا۔ اس میں یہ تھا۔ ابوبکرؓ میں یہ برائیاں تھیں، عمرؓ میں یہ، عائشہؓ میں یہ برائیاں تھیں۔ اس کا نام تَشۡیِیۡدُ الۡمَطَاعِن تھا۔ میں نے کہا کہ ان شاء اللہ میں اس کو ختم کرلوں گا مگر میں اس پر ایک سطر تمہارے سامنے لکھنی چاہتا ہوں۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے یہ آیت لکھ دی۔ فَالَّذِیۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (آل عمران:196) اس نے کہا کہ اس کا ترجمہ کرو۔ میں نے خوب مزیدار ترجمہ کیا کہ جو لوگ اپنے گھر سے نکالے گئے اور انہوں نے ہجرت کی اس واسطے وہ مہاجر بنے اور ان سے لوگوں نے لڑائیاں کیں جیسے بدر میں اور احد میں۔ ان کے سب گناہ ہم معاف کرتے ہیں اور ہم ان کو بہشت میں پہنچاویں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہماری کتاب کی تو جڑ ہی آپ نے اکھاڑ دی۔ ہم نے کہا کہ خدا نے ہی اکھاڑ دی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے تو یہ کتاب ایک شخص نے اس خیال دی تھی کہ اس کتاب سے نور الدین ضرور شیعہ ہو جائے گا۔ غرض کہ پھر انہوں نے کتاب کی قیمت بھی نہ لی۔ اس آیت کو خوب یاد رکھو میری سمجھ میں یہ آیت صحابہ کے دشمنوں کا خوب مقابلہ کرتی ہے۔ قٰتَلُوۡا کے معنی لڑائی ہی درست ہیں۔ مرنے مارنے کا ذکر نہیں ہے آگے آتا ہے۔ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ (آل عمران:196) یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہ کو اور بھی بہت کچھ دیں گے۔ خلافت دیں گے حکومت اور بادشاہی دیں گے۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ 185-186)

مرزا خلیل احمد بیگ۔ جامعہ احمدیہ گھانا

رمضان المبارک۔ اسم بامسمیٰ مہینہ

لفظ رمضان کے پانچ معانی جو اس کی برکات پر دلالت کرتے ہیں

دین اسلامی کی عمارت پانچ ستونوں پر استوار ہے۔ جن میں سے ایک ماہ رمضان میں روزے رکھنا ہے۔ اس مہینے کا نام رمضان رکھنے میں بھی حکمت الٰہی کارفرما ہے جس نے اس نام میں اس مہینے کی اہمیت اور برکات کی طرف رہنمائی عطا فرمادی ہے۔

رمضان المبارک وہ اعلیٰ اقدار کا حامل مہینہ ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر روزہ رکھتا ہے اور ایک روحانی ذوق اور سرگرمی کے ساتھ عبادات میں ترقی کرتا ہے اس طرح اس کے اعمال میں ایک روحانی اور جسمانی حرارت پیدا ہوتی ہے اور یہ محنت ترقیات کا باعث بنتی ہے۔ روزہ رکھنے سے بعض دفعہ انسان کو مشکلات سے بھی گزرنا پڑتا ہے بھوک پیاس کی سختیاں جھیلنا پڑتی ہیں رات کی عبادات کی خاطر اپنی نیند کی قربانی دینا ہوتی ہے لیکن خدا کے پاک دل لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ اس کے نتیجے میں ان قربانیوں کے اجر خدا تعالیٰ کی طرف سے کئی گنا بڑھ کر فضلوں کی شکل میں نازل ہوں گے۔ اسی لئے سچے مومن تو سارا سال ہی اس روحانی بہار کا انتظار کرتے ہیں اس انتظار کے ساتھ ساتھ اس خدائی فضل کو جذب کرنے کی تیاری بھی کرتے ہیں اور اپنے روحانی اعمال کو تسلسل سے جاری رکھتے ہیں تا اس بابرکت مہینے میں ان اعمال کو تیز تر کرسکیں اور جب یہ مہینہ ان مومنوں پر سایہ فگن ہوتا ہے تو بے پرواہ ہوکر اپنے خدا کی رحمتوں کی بارش کی خاطر سخت محنت شاقہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ انہی معانی کو خدائے حکیم نے لفظ رمضان میں ہمارے لئے بطور درس رکھ دیا ہے۔ جن کا بیان اگلی چند سطروں میں کیا جارہا ہے۔

رمضان کا نام کب اور کیوں رکھا گیا

بعض اہل لغت کے مطابق رمضان کا پرانا نام ناتق تھا۔ عربی زبان کی لغت تاج العروس میں زیر کلمہ ’’رمض‘‘ لکھا ہے: (فوافق ناتِقٌ، أيْ هذا الشَّهْرُ وَهُوَ اسْمُ رَمَضَانَ فِي اللُّغَةِ القَدِيمَةِ)۔ اس مہینے کا نام پہلے پرانی زبان میں ناتق تھا جو بعد میں رمضان رکھ دیا گیا۔ اسی طرح لسان العرب میں زیر کلمہ ’’نتق‘‘ لکھا ہے: (نَتَقَ الشيءَ نَتْقا) کہیں تو اس کا معنی (جَذَبَهُ واقْتَلَعَهُ) کے ہیں یعنی کھینچ کر ایک جگہ سے اکھیڑ دینا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ وَإِذۡ نَتَقۡنَا ٱلۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ كَأَنَّهُۥ ظُلَّةٞ ﴾ (الاعراف: 172): (أيْ زَعْزَعْناهُ وَرَفَعْناهُ)، یعنی اسے ہلایا اور بلند کیا۔ ناتِقٌ: شَهْرُ رَمَضَانَ۔ وناتِقٌ مِنْ أسماء رَمَضَانَ۔ ناتق رمضان کا مہینہ ہے اور ناتق رمضان کے مہینے کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

رمضان کا لفظ عربی زبان سے لیا گیا ہے جو اسلامی ہجری کیلنڈر کے مہینوں میں سے نویں مہینے کا نام ہے۔ اس مہینے کے نام پر زیادہ عرب قبائل کا اتفاق کلاب بن مرہ کے وقت میں تقریباً 412ء میں ہوا تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے یہ واقعہ پیش آیا۔ کلاب بن مرہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں پانچویں جد امجد ہیں۔

(موسوعہ عربیہ عالیمہ، جلد 11، ص 285، طبعہ ثانیہ موسسہ اعمال الموسوعہ للنشر والتوزیع۔ ریاض 1999ء)

اس مہینے کا نام رمضان رکھنے کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ ابن درید (أبو بكر محمد بن الحسن بن دريد الأزدي, المتوفى: 321ھ) اپنی تالیف جمهرة اللغة میں اور علامہ جوہری (أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي، المتوفى: 393ھ) اپنی کتاب الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية میں زیر مادہ ’’رمض‘‘ لکھتے ہیں: (سمّوها بالازمنة الّتي هِيَ فِيهَا فَوَافَقَ رمَضانُ أيامَ رَمَضِ الحرّ) یعنی جب عربی نام رکھے گئے تو جس موسم سے موافق ہوئے ان کو نام دیا گیا اسی طرح رمضان گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔

مگر اہل عرفان کو اس سے اتفاق نہیں وہ اسے خدا کی خاص تقدیر کے ماتحت سمجھتے ہیں اور اسے روحانی حرارت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہیں جیسے اس زمانے کے حکم وعدل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 136)

لفظ رمضان کا پہلا معنی۔ روحانی حرارت

عربی زبان کی لغات لسان العرب اور تاج العروس میں زیر کلمہ ’’رمض‘‘ لکھا ہے کہ: (الرَّمَضُ والرَّمْضاءُ: شِدَّةُ الحَرّ.) یعنی رمض سخت گرمی کو کہتے ہیں۔ (والرَّمَضُ: حَرُّ الحِجارَةِ مِنْ شِدَّةِ حَرّ الشَّمْسِ) اسی طرح رمض سورج کی شدید گرمی سے پتھروں کے گرم ہونے کو بھی کہتے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔۔۔۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوجاتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 136)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی تشریح میں فرماتے ہیں:

’’اس اقتباس میں آپ نے فرمایا کہ رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں اور سورج کی تپش سے جو گرم ممالک ہیں ان کو علم ہے کہ کیا حال ہوتا ہے اور پھر اگر حبس بھی شامل ہوجائے اس میں تو اور بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ گرمی دانے وغیرہ نکل آتے ہیں اور جن بیچاروں کے پاس اس گرمی کے توڑ کے لئے ذرائع نہیں ہوتے، سامان میسر نہیں ہوتے وہ اس حالت میں جسم میں جلن اور دانوں میں خلش وغیرہ محسوس کررہے ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ناقابل برداشت ہوجاتا ہے۔ اب تو خیر یہاں یورپی ممالک میں بھی گرمی اچھی خاصی ہونے لگی ہے اور ذرا سائے سے باہر نکلیں تو دھوپ کی چبھن حال خراب کردیتی ہے تو یہ جو تکلیف ہو رہی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کھانے پینے کو چھوڑ کر، جسمانی لذتوں کو چھوڑ کر، میری خاطر کچھ وقت تکلیف برداشت کرو یہ بھی اسی طرح کی تکلیف بعض اوقات ہو رہی ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کی خاطر تکلیف برداشت کرتے ہو تو پھر تمہارے اندر سے بھی ایک جوش پیدا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی پیدا ہونی چاہئے۔ اور اس سے پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ تو بیرونی تکلیف بھوک پیاس کی اور اندرونی جوش اللہ تعالیٰ کی محبت کی گرمی اکٹھی ہوجائیں تو اسی کا نام رمضان (یعنی دو گرمیاں) ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/ اکتوبر 2003ء)

رمضان کا دوسرا معنی۔ روحانی امراض اور دردوں سے نجات

عربی زبان کی لغات لسان العرب اور تاج العروس میں دوسرے معنے لکھے ہیں۔ (الإِرْمَاضُ) کے معنے (كُلُّ مَا أَوْجَعَ) یعنی ’’ہر وہ چیز جو تکلیف دے‘‘ کے ہیں جس طرح اگر کہا جائے (أَرْمَضَنِي) تو اس کا مطلب (أَوْجَعَنِي) ہے یعنی اس نے مجھے درد دیا یا تکلیف دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کمزور مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’وہ اچھے خاصے موٹے بٹے کٹے ہوتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھتے جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ روزے اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ روزے تو آتے ہی اس لیے ہیں کہ تکلیف دی جائے اور وہ تکلیف بھی جو دی جاتی ہے اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ دیکھو ایک شخص کو بخار ہو تو اس کو کونین دی جاتی ہے اور جب کونین کھائی جائے گی تو منہ ضرور کڑا ہوگا۔ لیکن کونین اس لیے نہیں کھائی جاتی کہ کھانے والے کا منہ کڑوا ہو۔ ہاں منہ ضرور کڑوا ہوگا مگر بخار بھی اتر جائے گا۔ اسی طرح ڈاکٹر اس لیے نشتر نہیں لگاتا کہ مریض کو دکھ دے، بلکہ اس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ آرام ہو لیکن نشتر سے دکھ پہنچنا ضروری ہے۔ اسی طرح روزوں کی غرض یہ نہیں کہ تمہیں دکھ دیا جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ روزوں سے تکلیف ضرور ہوتی ہے۔۔۔ اسی طرح روزہ بے شک تکلیف دیتا ہے لیکن یہ نشتر ہے ان ہزاروں پھوڑوں کے دور کرنے کا جو انسان کی روح میں ہوتے ہیں۔۔۔ پس جو روزہ اس لیے نہیں رکھتا کہ تکلیف ہوتی ہے۔ وہ گویا علاج سے بچنا چاہتا ہے‘‘

(خطبات محمود جلد 6 صفحہ 460)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’رمضان کا لفظ رَمَضٌ سے نکلا ہے اور جب ہم رَمَضٌ کے مختلف معانی پر غور کرتے ہیں تو اس کے بہت سے معنی ایسے ہیں جن کا ماہ رمضان سے تعلق واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب عربی میں (أَرْمَضَ الشيءُ) کہا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں (أَحْرَقَهُ) اسے جلا دیا۔ اس لفظ میں سوزش کا تصور پایا جاتا ہے۔ اگر کہا جائے (أَرْمَضَ الرَّجُلَ) تو اس کے معنی ہوتے ہیں (أَوْجَعَهُ) اس کو دکھ پہنچایا۔ تکلیف دی۔ جب ہم ان دو معانی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ماہ رمضان سے تعلق ہے۔ اس طرح پر کہ وہ لوگ جو دین اسلام کے منکر ہیں یا اسلام میں تو داخل ہیں لیکن ان کے اندر روحانی کمزوری ہے۔ وہ اس مہینہ کو محض دکھ اور درد، بھوک اور پیاس اور بے خوابی کا مہینہ سمجھتے ہیں۔ انہیں اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی برکات سے وہ کوئی حصہ لیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے جو نیک اور مومن بندے ہیں وہ اس مہینہ کی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 54-55)

رمضان کا تیسرا معنی۔ جنت کا انتظار

تیسرے معنے بیان کرتے ہوئے اہل لغت لکھتے ہیں: جب کہا جائے (أَتیته فلَمْ أَجِدْہ فرَمَّضْتُه تَرْمِیضًا) تو اس کے معنے (أَنْ تَنْتَظِرَہٗ شَیْئًا ثُمَّ تَمْضِی) ہوتے ہیں. یعنی کسی کا کچھ انتظار کرنے کے لئے رکنا پھر چلے جانا۔

رمضان کے مہینے کے لئے سارا سال جنت کو سجایا جانا اس بابرکت مہینے کا انتظار ہی ہے حدیث میں آتا ہے: ’’إِنَّ الجَنَّةَ لَتُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الحَوْلِ إِلَى الحَوْلِ المُقْبِلِ‘‘

(شعب الایمان، کتاب الصیام باب فضائل رمضان، والمعجم الکبیر للطبرانی، مسند عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما، جلد 13، 14، صفحہ: 37)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ماہ تین روزے رکھنا گویا اس مہینے کے تیس دنوں کا انتظار کرنا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: ’’صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ‘‘۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ البِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ)

میرے حبیب نے مجھے تین باتوں کی نصیحت کی ہے ان میں ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا چاشت کی نماز ادا کرنا اور رات سونے سے پہلے وتر پڑھ کر سونا شامل ہیں۔ اسی طرح معاذۃ عدویہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: ’’أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟‘‘ قَالَتْ: ’’نَعَمْ‘‘، فَقُلْتُ لَهَا: ’’مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟‘‘ قَالَتْ: ’’لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ‘‘

(صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ)

یعنی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ تو میں نے عرض کیا: مہینے کے کونسے دنوں کے روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کرتے تھے کہ کن دنوں میں روزہ رکھیں یعنی مختلف دنوں میں روزے رکھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پورا سال رمضان کے مہینے کی برکات کو زندگی کا حصہ بنانے کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’پس وہ ہاتھ جو دعا کے لئے اٹھیں، جو لقائے باری تعالیٰ مانگیں وہ حقیقت میں ایک ایسی چیز مانگتے ہیں جس کی لقاء کا سفر کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر منزل کے بعد ایک اور منزل ہے لیکن ہر منزل کچھ لقاء کا لطف ضرور دیتی ہے۔ یہ ایسا دور کا وعدہ نہیں کہ اس کی پیروی میں آپ مسلسل سفر کرتے رہیں اور جب تک وہ آخری مقام نہ پہنچے آپ سیراب نہیں ہو سکتے۔۔۔ تو یہ دعا کریں کہ اے خدا! اس رمضان میں ہمیں وہ لقاء نصیب فرما جو جاری و ساری لقاء ہے جس کا سفر کہیں ختم نہیں ہوتا۔ کسی منزل پر بھی اس لقاء کو ہم ایک آخری منزل مراد قرار نہیں دے سکتے۔ یہ وہ منزل مراد ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے، ہر قدم منزل مراد کی طرف اٹھ رہا ہے اور ہر قدم منزل مراد کو پا بھی رہا ہے۔۔۔ فی الحقیقت اگر آپ گناہوں کا شعور حاصل کریں تو کبھی بھی یہ ممکن نہیں کہ کلیۃً گناہوں کے داغ دھونے کے بعد اس شہر کو جو دل میں بستا ہے نیکی کا شہر قرار دے سکیں۔ مگر ہر قدم جو اٹھتا ہے وہ پچھ فرحت، پچھ مغفرت کے وعدے لے کر ضرور آتا ہے۔۔۔ تم سفر شروع کر دو۔ یہ سفر نہ ختم ہونے والا ہے مگر اللہ اپنی مغفرت اور رحمت سے جس طرح پیمائشیں کرتا ہے اس پہلو سے ہر مسافر، ہر مقام پر جہاں بھی وہ مرتا ہے بخشش کی حالت میں جان دیتا ہے۔ پس اے گناہ گار بندو!۔۔۔ خدا کی بخشش سے مایوس نہ ہو اور ان امور کا شعور حاصل کر کے ان کا عرفان حاصل کر کے اپنے رمضان کو زندہ کر دو اور جگا دو اور اس حالت میں اس رمضان سے باہر نکلو کہ اس کی برکتیں تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں اور وہ نیکیاں جو اس رمضان میں تم کمالو وہ پیچھے رہ جانے والی نہ ہوں بلکہ قدم قدم تمہارے ساتھ آگے بڑھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 1995ء، خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 74 و 75)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اگر تم ماہ رمضان کی برکات سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہتے ہو اور اس کے لئے اپنی عمر کو خرچ کرتے ہو تو دیگر برکات کے علاوہ تمہیں ایک یہ برکت بھی حاصل ہوگی کہ تمہیں اللہ تعالیٰ دوسری نیکیاں کرنے کی بھی توفیق دے گا اور اس مہینہ کے بعد جو گیارہ ماہ اور تمہاری زندگی میں آنے والے ہیں وہ بھی حقیقی معنی میں تم خدا کی راہ پر خرچ کرنے والے ہوگے۔ تو جو شخص رمضان شریف کو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ گزارتا ہے تو بقیہ سال کے گیارہ مہینوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی توفیق پاتا ہے اور اس طرح اس کی ساری زندگی نیکیوں میں گزرتی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اپنی ساری عمر اس مقصد کے لئے گزاری جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا تھا‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 61)

رمضان کا چوتھا معنی۔ نیکیوں میں بڑھنا اور تیزی اختیار کرنا

چوتھے معنے بیان کرتے ہوئے لغت والے لکھتے ہیں: جب کہا جائے (رَمَضَ النَّصْلَ يَرْمِضُه ويَرْمُضُه رَمْضًا) تو اس کا مطلب (حَدَّدَہٗ) ہے یعنی اس نے کسی چیز کو تیز دھار کیا۔ اسی طرح کہتے ہیں (كُلُّ حادٍّ رَمِيضٌ) ہر تیز دھار چیز کو رمیض کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے (إذا مَدَحْتَ الرَّجُلَ فِي وَجْهِهِ فكأنَّما أَمْرَرْتَ عَلَى حَلْقِهِ مُوسَى رَمِيضًا) کہ جب تم کسی شخص کے سامنے اس کی تعریف کرتے ہو تو گویا تم اس کے گلے پر تیز دھار ریزر پھیر دیتے ہو۔

رمضان نیکیوں میں تیزی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اس مہینے میں خیرات میں آگے بڑھنے کا ایک بہترین اور سازگار ماحول بن جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: ’’كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ، يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ القُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ أَجْوَدَ بِالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ‘‘

(صحیح البخاری، کتاب الصیام، بَابٌ: أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیکیاں کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب جبریل آپ سے ملتے تھے تو آنحضرت بہت ہی سخاوت کرتے تھے اور جبریل آنحضرتؐ سے رمضان کی ہر رات ملا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا اور وہ آنحضرتؐ کے ساتھ قرآن دہراتے جب جبریل آپ سے ملتے تو آپ نیکیوں میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’رمض النصل کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تیر کے پھل کو، یا نیزے کے پھل کو یا چھری کو پھل کو پتھر پر رگڑ کر تیز کیا۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مومن بندے اس مہینہ کے اندر اپنے سہام اللیل یعنی رات کے تیروں کو جو دعاؤں کی صورت میں آسمان کی طرف چلا رہے ہوتے ہیں تیز کرتے ہیں اس طرح ان تیروں کا اثر اس ماہ میں بڑھ جاتا ہے۔ اور ان کی کاٹ تیز ہو جاتی ہے۔ اور جن اغراض کیلئے ان تیروں کو استعمال کیا جاتا ہے وہ اغراض اس ماہ میں بطریق احسن حاصل ہو جاتی ہیں‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 55)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان میں روزے اس لیے فرض کیے گئے ہیں کہ تم سہام اللیل یعنی دعاؤں کے پھلوں کو تیز کرو اور اپنے مطلوب یعنی رضائے الٰہی کی تلاش میں نکلو۔ پیاس اور بھوک کو برداشت کرو۔ اور بے خوابی کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھو کیونکہ یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کریم جیسا کلام الٰہی نازل کیا گیا ہے۔۔۔ یہ جو تنگیاں تمہیں نظر آتی ہیں کہ صبح سے شام تک کھانا پینا چھوڑنا جس کی وجہ سے بھوک اور پیاس لگتی ہے پھر سخت گرمی کے موسم میں اور سخت سردی کے موسم میں کچھ اور تکالیف پیش آتی ہیں۔ فرمایا یہ جو تکالیف تمہیں پیش آتی ہیں یہ محض عارضی اور وقتی ہیں۔ اتنا پیارا خدا! اتنا پیارا رب! جس نے قرآن کریم جیسی اعلیٰ تعلیم تم پر نازل کی اور بے شمار دنیوی نعمتوں سے تمہیں محض اپنے فضل سے نوازا، وہ ہرگز پسند نہیں کرے گا کہ وہ تمہیں ان تکالیف میں اس لئے مبتلا کرے کہ تا تمہیں دکھ پہنچائے۔ نہیں، بلکہ وہ تو تمہارے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے کیونکہ اگر تم ان خفیف سی وقتی تکالیف کو برداشت کر لو گے تو ان کے بدلے میں وہ تمہیں وہ انعام اور اکرام بخشے گا کہ انہیں پا کر تمہیں یہ دکھ، دکھ ہی نظر نہ آئے گا‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 60 خطبہ جمعہ 24 دسمبر 1965ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارا سال نیکیوں میں بہت تیز رفتار تھے تو رمضان میں کیا اسی رفتار سے چلتے تھے یا اس میں ایک نئی شان پیدا ہو جاتی تھی نئی جان آجاتی تھی۔ حدیثیں بتاتی ہیں کہ ان نیکیوں میں جو روزمرہ آپ کی عادت تھی ان میں ایک نئی جلاء پیدا ہو جاتی تھی، ایک نیا جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ پہلے سے بڑھ کر تیزی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روزمرہ کی نیکیوں میں بڑھ جایا کرتے تھے۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رمضان میں وہ نیکیاں جو ہم نے سارا سال کی تھیں ان میں ایک نئی جلا پیدا ہوئی ہے۔ کیا ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ پہلے جس طرح عبادت کیا کرتے تھے اس سے زیادہ بڑھ کر اس سے زیادہ توجہ سے عبادت کر رہے ہیں، جس طرح پہلے صدقہ دیا کرتے تھے اس سے زیادہ توجہ کے ساتھ اور دلی خواہش کو ملا کر صدقہ دیتے ہیں۔ محض بوجھ اتارنے کے لئے نہیں بلکہ محبت کے جذبے کے ساتھ۔ جیسے محبت کے جذبے سے جب تحفے پیش کئے جاتے ہیں تو بعض دفعہ بڑے بڑے خوبصورت کاغذوں میں یا ڈبوں میں لپیٹ کر دیئے جاتے ہیں بعض دفعہ تو اتنے زیادہ وہ خوبصورت کر دئے جاتے ہیں کہ اندر کا تحفہ کم اور باہر کی سجاوٹ زیادہ۔ لیکن اللہ کے حضور بھی کسی حد تک سجاوٹ تو ضروری ہے اور وہ سجاوٹ جو ہے وہ خدا تحفوں کی طرح قبول فرماتا ہے وہ اس کو جزا بنا دیتا ہے‘‘

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 107، خطبہ جمعہ فرمودہ 9 فروری 1996ء)

بقیہ صفحہ 10 پر

منور علی شاہد۔ جرمنی

شیخ مبارک محمود پانی پتی مرحوم آف لاہور

مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب کی وفات 27 ستمبر 1996ء کو لاہور کے رشید ہسپتال ڈیفنس میں ہوئی تھی۔ 4اکتوبر 1996 کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی تھی۔حضور نے فرمایا کہ ’’نماز جنازہ کے تعلق میں کچھ اور بھی نام ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ان کو بھی نماز جنازہ میں یاد رکھیں مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور جماعت کے مخلص فعال کارکن جن کے ساتھ بچپن ہی سے مجھے خدام الاحمدیہ کے سلسلے میں کام کرنے کا موقع ملا اور ہمیشہ بہت ہی اخلاص کیساتھ یہ مفوضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ ایک لاہور کے دوستوں کا ایک گروہ تھا جس میں یہ بھی تھے۔صدیق شاکر صاحب بھی تھے، اور نیلا گنبد فیملی کے یحیٰ صاحب وغیرہ، قیوم صاحب، یہ سب ہمارا ایک گروہ تھا جو خدمت دین کے معاملات میں ہم مل کر مشورے کرنے کے بعد لاہور کے دائرے میں کام کرتے تھے۔ میں تو لاہوری نہیں تھا مگر ربوہ سے آ کر جس گروہ میں مل کر مجھے کام کرنے کا مزہ آتا تھا وہ بہت ہی سعادت کے ساتھ یہ خدمت کیا کرتے تھے۔ ان میں مبارک محمود پانی پتی کا نام بھی انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا کیونکہ بڑا سلیقہ تھا خدمت کا‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 22-28 نومبر 1996 صفحہ 9)

مکرم شیخ صاحب کی علالت کے دوران ان کی طبیعت کے بارے میں باقاعدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ذاتی طور لندن اطلاع اور درخواست دعا بھیجنے والوں میں مکرم عبد الحلیم طیب صاحب اور مکرم عبد المالک صاحب مرحوم شامل تھے۔آخری سالوں میں شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب کا زیادہ وقت مکرم عبد المالک صاحب مرحوم کیساتھ گزرا۔ مکرم عبد الحلیم طیب صاحب نے ان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مکرم شیخ صاحب وقت کے بہت پابند تھے، ہر جماعتی پروگرام اور میٹنگ کے لئے بسوں، تانگوں کے ذریعے ہر سرد گرم موسم، بارش میں لمبا سفر کر کے مکرم امیر صاحب سے ملنے ان کی رہائش گاہ کوٹھی، اور دار الذکر پہنچا کرتے تھے۔ دار الذکر میں موجود ہوتے تو مکرم میجرعبد اللطیف صاحب نائب امیر کے کمرہ میں خوب رونق لگا رہتی تھی۔مبارک محمود صاحب پانی پتی کی بیماری کے دنوں میں مکرم میجرعبد اللطیف صاحب نائب امیر، مکرم شیخ ریاض محمود صاحب سیکرٹری ضیافت دیگر احباب کے ساتھ ان کی عیادت کرنے گاہے بگاہے ہسپتال جایا کرتے تھے۔ خاکسار کو 1980 کے شروع میں دار الذکر میں جن بزرگوں کی صحبت میسر آئی تھی انہی میں مکرم مبارک

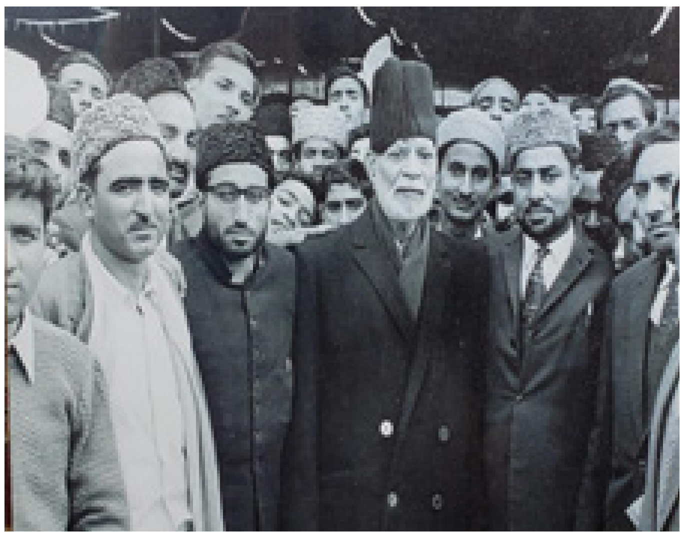

صاحب بھی شامل تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کبھی کبھار خاکسار، مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب اور مکرم عبد المالک صاحب، شام کے وقت مغرب سے پہلے آصف شادی ہال کے سامنے ایک ہوٹل اور چائے کا کھوکھا ہوا کرتا تھا، وہاں بیٹھا کرتے تھے، چائے پان دونوں ساتھ ساتھ چلتے تھے اور مالک صاحب بھی اپنا شوق پورا کر لیتے تھے ہنسی مزاق کیساتھ ساتھ باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ وہ بہت اچھے دن تھے۔۔شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی کی خاص الخاص پہچان ’’پان‘‘ ہوا کرتی تھی جو ہر وقت ان کے پاس موجود ہوتا تھا اور اس کے بغیر ان کا گزارہ کافی مشکل ہوتا تھا۔مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی کے والد کا نام مکرم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی تھا جو اپنے وقت کے ایک نامور اور معروف قلم کار، محقق، ادیب اور مصنف تھے۔ ان کی انہی ادبی اور قلمی خدمات پر حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی ایوارڈ بھی دیا جاچکا تھا۔ بطور احمدی انہوں نے صدق و وفا کیساتھ ملکی ادبی، صحافتی حلقوں میں بطور احمدی دانشور کے کمال درجہ کی جرات کیساتھ زندگی بسر کی اور قلم کا استعمال کیا تھا۔ انہی بزرگوں کے دور میں 1954 میں لاہور میں بدترین سیلاب آیا تھا، مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کو مثالی خدمت دین کی توفیق ملی تھی، بعد ازاں حضرت مصلح موعود نے بھی لاہور کے متاثرہ علاقوں کا دورہ فرمایا تھا، حضور کیساتھ وفد میں شامل مکرم اسد اللہ خاں صاحب امیر لاہور، مکرم محمد سعید صاحب قائد مجلس اور دیگر چند احباب کے علاوہ مکرم م شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب بھی شامل تھے۔حضور نے مجلس کے کاموں پر اظہار خوشنودی فرمایا تھا۔ 1955 میں دوبارہ لاہور شدید سیلاب کی زد میں آ گیا تھا اس وقت مجلس کی قیادت مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کے ہاتھوں میں تھی، امدادی کاموں کے لئے جو سیلاب کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس میں مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب کے علاوہ مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب، مکرم صدیق شاکر صاحب بھی شامل تھے۔ مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب نائب نگران کمیٹی تھے جبکہ مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب نگران اعلیٰ ریلیف کمیٹی تھے۔، مکرم صدیق شاکر صاحب کے پاس مال کی ذمہ داری تھی۔ اس سیلاب کے دنوں میں کمیٹی اور خدام الاحمدیہ نے غیر معمولی خدمت خلق کی توفیق پائی تھی جس کے چرچے اس وقت کے تمام قومی اخبارات میں بھی ہوئے تھے ان میں روزنامہ نوائے وقت، پاکستان ٹائمز، سول اینڈ ملٹری گزٹ، روزنامہ امروز اور احسان قابل ذکر ہیں۔ شیخ مبارک صاحب دیگر کاموں کے علاوہ رپورٹنگ بھی کیا کرتے تھے اور تمام اہم امور کی رپورٹنگ کرنا، ریکارڈ سنبھالنا انہی کی ذمہ داری ہوا کرتی تھی۔۔لاہور کے سیلاب 1955 میں مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی غیر معمولی مساعی کی رپورٹس روزنامہ الفضل ربوہ میں بھی شائع ہوتی رہی جو مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب لکھ کر بھیجا کرتے تھے، انہی کی ایک مفصل رپورٹ روزنامہ الفضل ربوہ 9 نومبر 1955، صفحہ 8 پر شائع موجود ہے۔ 1960 کی دہائی میں جب مجلس کے زیر اہتمام، دو روزہ، سہ روزہ اور ہفت روزہ تربیتی کلاسز کا دور دورہ تھا، جید علماء سلسلہ ان کامیاب ترین کلاسز میں اعلیٰ پائے کی تقاریر فرمایا کرتے

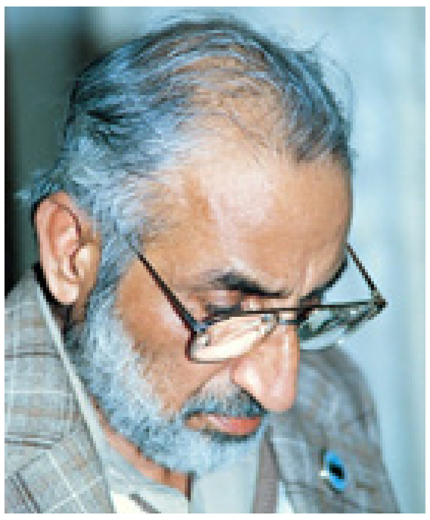

تھے۔ مارچ 1964 میں ایک دو روزہ تربیتی کلاس شمش آباد، پتوکی اور تحصیل قصور کی مشترکہ منعقد ہوئی جس میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے علاوہ قائد ڈویژن لاہور مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب، مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی معتمد علاقائی بھی شامل ہوئے تھے۔ جولائی 1964 کے آخری ہفتہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے لاہور کا تین روزہ دورہ فرمایا تھا جس میں دور دراز کی ضلع کی مجالس میں علم و عرفان سے بھرپور تربیتی کلاسز اور اجلاسات میں شرکت کی اور خطابات فرمائے تھے آپ کے ساتھ دوروں دیگر اراکین وفد کے علاوہ کرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی معتمد علاقائی ڈویژن اور مکرم صدیق شاکر صاحب معاون قائد مجلس شہر شامل ہوا کرتے تھے۔ ایک اور سعادت جو شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی کو ملی وہ متبرک کپڑے کو ربوہ سے لاہور لانا تھا۔ ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ حضرت مسیح موعود کا ایک مشہور الہام ہے۔ یہ مبارک کپڑا ربوہ سے مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب لے کر لاہور تشریف لائے تو انہوں نے مکرم میاں عبد القیوم صاحب ناگی کو بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی یہ ہدایت ہے کہ کپڑے کو انشورنش کروا کر بھجوایا جائے اور بعد ازاں اس کو تھیلی میں سی کر دعا کرانے اور تصاویر کھینچنے کے بعد اس کو پارسل کی شکل میں بھجوایا جائے۔ انشورنش کرانے کا کام مکرم میاں عبد القیوم ناگی صاحب آف نیلا گنبد نے کرایا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت کے مطابق دعا کرائی گئی جس میں بھی شیخ مبارک محمود صاحب شامل تھے۔ (مزید تفصیلات روزنامہ الفضل ربوہ 17 مئی 2010 صفحہ 6)۔ وقت گزرتا رہا اور پھر آپ نے دار الذکر میں انہوں نے کتابوں کا اسٹال لگانا شروع کیا جو کئی دہائیوں تک جاری رہا اور احباب لاہور سلسلہ کی ہر قسم کی نئی اور پرانی کتب وہاں سے جمعہ اور جلسہ کے دنوں میں خریدا کرتے تھے۔ بعد ازاں آپ نے بچوں کیساتھ مل کر پرنٹنگ پریس کا کام شروع کیا۔ جماعت کی کتب کی وہاں سے اشاعت ہونے لگی، اس کے علاوہ بھی میڈلز، ہر قسم کے بیجز کی تیاری بھی انہی کے پریس سے ہوا کرتی تھی۔ لاہور جماعت کے اشاعت کے کام بھی انہی کے سپرد تھے۔۔ آپ اپنے اخلاص اور خلافت سے عشق وفا اور جماعتی کاموں میں محنت کرنے کی وجہ سے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر لاہور کے قریبی ساتھیوں میں شامل ہو چکے تھے اور جماعتی اہم بڑی تقریبات اور جلسوں کی کاروائیوں میں پیش پیش ہوتے تھے۔

عبدالقدیر قمر

ایک قبیح رسم۔ اپریل فول

فی زمانہ باقی دنیا میں بھی اور دنیائے اسلام میں بھی بہت سی جہالتوں، روایتوں، رضالتوں، رواجوں نے ذہن انسانی پر قبضہ جما لیا ہے۔ ان رسوم میں سے ایک ہلاکت خیز رسم اپریل فول (April Fool) بھی ہے۔ وہ لوگ جو اس رسم کے رسیا ہیں وہ جھوٹ بول کر، بے بنیاد خبریں بنا کر، مختلف انداز سے دھوکہ دے کر اپنے ہی بھائی بندوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور زیادہ افسوس والی بات یہ ہے کہ پھر اس پر خوشی منائی جاتی ہے۔

نور اللغات میں مولوی نور الحسن نیر صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

’’انگریزوں میں دستور ہے کہ اپریل کی پہلی تاریخ دوستوں کے نام مذاقاً بیرنگ خط خالی لفافہ میں یا اور ولگی چیزیں لفافے میں رکھ کر بھیجتے ہیں اخباروں میں خلاف قیاس خبریں چھاپی جاتی ہیں۔ جو لوگ ایسے خطوط لیتے ہیں یا اس قسم کی خبر کو معتبر سمجھ لیتے ہیں وہ اپریل فول قرار پاتے ہیں۔‘‘

اردو لغت جلد نمبر 1 ترقی اردو بورڈ کراچی میں لکھا ہے:۔

’’اپریل کی پہلی تاریخ کو خوش طبعی کے لئے بیوقوف بنانے کا دستور جو انگریزوں میں رائج ہے اور ان کی دیکھا دیکھی بعض اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔‘‘

انسائیکلو پیڈیا برطانیہ میں لکھا ہے:۔

1st April کو April Fool کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ اس رسم کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں دوستوں کو مزاحیہ لطیفوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یا ان سے بیوقوفانہ کام لئے جاتے ہیں۔ اس کا آغاز بہت متنازعہ ہے۔ یہ ان قدیم تہواروں میں شامل ہے جو مقامی حیثیت رکھتے ہیں جیسے بھارت میں ہولی کا دن جو مارچ 31 ہے۔ اس دن بھی ان کا تفریحی پروگرام کا صدر ان کو بیوقوفانہ کاموں پر لگا دیتا ہے۔ جبکہ یکم اپریل عمومی طور پر برطانیہ میں قدیم سے تفریحی پروگرام کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ یہ 18 ویں صدی کے شروع میں عام رسم کے طور پر شروع ہوئی۔ سکاٹ لینڈ میں اس رسم کو Hunting the Gowk کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور فرانس میں اس کو کہا جاتا ہے۔ Poiss on D’Avril

(Encyclopaedia Britannica Volume2)

گویا اپریل فول کی رسم جھوٹ پر مبنی ہے۔ اور سراسر جھوٹ ہے۔ جس سے جھوٹی اور غیر حقیقی خوشی حاصل کرنے کے لئے دوسروں سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ جھوٹ مذاقاً کیا جاتا ہے۔ اور جانے ان جانے میں دوسروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً جھوٹ کے طور پر کہنا کہ آپ کا بیٹا فوت ہوگیا ہے۔ آپ کے خاوند کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ آپ کی دوکان کو آگ لگ گئی ہے۔ آپ کی کار چوری ہوگئی ہے۔ آپ کا بیٹا تاوان کے لئے اغوا ہوگیا ہے۔ آپ کے مکان پر قبضہ ہوگیا ہے۔ اور حقیقت کھلنے پر دانت نکالتے ہوئے اور کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے یہ کہہ دینا کہ ’’اپریل فول‘‘ گویا خود کو عقل مند سمجھتے ہوئے دوسرے کو فول بنانے کو مزاح یا مذاق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ نہیں جان رہا ہوتا یا نہیں سمجھ رہا ہوتا کہ وہ نادانی میں دوسرے کو کتنا بڑا نقصان پہنچا چکا ہے۔

مجھے اپنے بچپن کی بات یاد آرہی ہے ایک عورت کو جب یہ بتایا گیا کہ تمہارا بیٹا جو لاہور سے واپس آرہا تھا ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں فوت ہوگیا ہے تو اس صدمہ سے وہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اور ایک خاندان کو شادی کے لئے یکم اپریل کی تاریخ دی گئی جو وہ بڑے تزک و احتشام سے بارات لے کر پہنچے تو دروازے پر تالا پڑا تھا اور لکھا ہوا تھا۔ یکم اپریل۔

اب دیکھیں ایک معمولی سے جھوٹ کے نتیجہ میں کسی کی جان گئی اور کسی کی اداٹھہری۔ اور دوسروں کو ایک طرف مالی نقصان پہنچا تو دوسری طرف خجالت اور شرمندگی سے دوچار ہونا پڑا۔

جھوٹ کی نحوست کا ایک واقعہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان فرمایا ہے جو میں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

’’کیمبل پور میں میرے ایک ہم وطن سول سرجن کے عہدے پر ترقی پاکر تعینات ہوئے۔ ایک دن کوہاٹ سے ایک فوجی سب اسسٹنٹ سرجن متوطن کیمبل پور ان کے پاس آیا کہ میں مدت سے لمبی رخصت مانگ رہا ہوں۔ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے۔ مگر افسر نہیں دیتے۔ اب چار روز کی اتفاقی رخصت لے کر یہاں آیا ہوں۔ پرمیشر کے لئے آپ ہی مجھ پر رحم کریں۔ اور کسی طرح میری مشکل آسان کریں۔ انہوں نے محض ازراہ

ہمدردی ایک سرٹیفیکیٹ اسے دے دیا کہ یہ ڈاکٹر یہاں آکر بیمار ہوگیا ہے۔ اسے دس یا پندرہ دن کی رخصت دے دی جائے۔ یہ بیماری کی وجہ سے سفر نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد ان کا ارادہ تھا کہ جب رخصت ختم ہو جائے گی تو مزید توسیع رخصت کا سرٹیفیکیٹ دے دوں گا۔ مگر جھوٹ کی نحوست سر پر منڈلا رہی تھی۔ جب سرٹیفیکیٹ کوہاٹ پہنچا تو آفیسر کمانڈنگ نے تین ڈاکٹر ایم ایس فوراً وہاں سے کیمبل پور بھیج دیئے۔ وہ دوسرے دن اس بیمار ڈاکٹر کے گھر پر پوچھتے پوچھتے پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سیر سپاٹے کے لئے بازار گیا ہوا تھا۔ جب آیا تو ان کو دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہوگیا۔ غرض معائنہ ہوا اور تینوں نے یہ رائے دی کہ ڈاکٹر چنگا بھلا ہے۔ اس نے سول سرجن سے ساز باز کر کے جھوٹا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ سب اسسٹنٹ سرجن کو تو کورٹ مارشل نے ڈسمس کیا اور سول سرجن صاحب کا تنزل ہو کر پھر وہ اسسٹنٹ سرجن ہو گئے۔ اور پچیس سال کی نوکری داغدار ہوگئی۔ آخر شرم کے مارے انہوں نے خود ہی پنشن لے لی اور یاد خدا میں زندگی بسر کرنے لگے۔

(آپ بیتی حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب صفحہ 130-131)

بطور ایک احمدی مسلم ہم سب کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارے خالق و مالک خدائے رحیم و کریم نے قرآن کریم جو ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت ہے اور سراسر نور اور صدق سے بھرپور ہے۔ میں جھوٹ کی انتہائی مذمت کی گئی ہے اور شناعت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(الحج :31)

کہ بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے اجتناب کرو۔

اسی طرح فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

(الزمر:4)

اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے اور جھوٹ بولنے والے کو کامیاب نہیں کرتا۔ ہدایت نہیں دیتا۔

جھوٹ بولنے کو عذاب الیم کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ

(البقرہ:11)

کہ جھوٹ بولنے والوں کے لئے عذاب الیم ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے وہاں یہ بھی بتایا کہ جھوٹ بولنے والے ہدایت نہیں پا سکتے۔ اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔

ہمارے پیارے آقا سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے بھی جھوٹ بولنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے اور بار بار مختلف طریقوں سے اسی کے نقصانات سے آگاہ فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ مزاح میں بھی اسے ناپسند فرمایا ہے۔ چند احادیث درج کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدق سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور کوئی شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ سچوں میں لکھا جاتا ہے۔ (صدیق ہو جاتا ہے) اور جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور برائی آگ میں پہنچا دیتی ہے۔ کوئی شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے حضور جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب ادب باب قول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنواتقواللہ وکونوا مع الصادقین و ماینھی عن الکذب)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب علامات المنافق)

رسول اللہ ﷺ نے معراج میں ایک شخص کو اپنی باچھیں چیرتے ہوئے دیکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو بہت جھوٹ بولتا تھا۔

(بخاری کتاب الادب 6096)

فرمایا۔ میں ضامن ہوں اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں گھر کا جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اگر چہ وہ ہنسی مذاق میں ہی ہو۔

(ابوداؤد 4800)

نیز فرمایا۔ ہلاکت ہے اس کے لئے، ہلاکت ہے اس کے لئے، ہلاکت ہے اس کے لئے جو جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے۔

(ترمذی 2315 کتاب الزھد۔ باب فیمن تکلم بکلمۃ۔ یضحک بھا الناس)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”میں تو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے احیائے نو کے لئے آیا ہوں۔“

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 490)

اس لئے اب میں امام آخر الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو جھوٹ اور اپریل فول کے بارے میں فرمایا ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں۔ اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں۔ اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو۔ بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو۔ اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ۔ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو......... دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔“

(مکتوبات احمد جلد نمبر 1 صفحہ 199)

”کذب اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اسی جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاق اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں...... یقیناً یاد رکھو جھوٹ بہت ہی بُری بلا ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہو گا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔“

(ملفوظات جلد 1 نمبر 245)

ہم احمدی احباب کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا مقصد دنیا کو نور اور روشنی سے منور اور جھوٹ اور باطل کو سرنگوں کرنا ہے جو صدق اور سچائی سے ہی ہو سکتا ہے جبکہ جھوٹ کا نتیجہ اوپر درج کی گئی آیات و احادیث اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے۔ تنگدلی، سنگدلی، عداوت و دشمنی، ظلم و تعدی، قساوت و بے رحمی، خون ریزی و بربادی ہے، جھوٹ اور کذب سے اتفاق و اتحاد کے رشتے منقطع ہو جاتے ہیں۔ کذب سے نفاق و منافقت پیدا ہوتی ہے۔ آشتی و محبت کے چراغ بجھ جاتے ہیں۔ نامرادی در آتی ہے اور کامرانی رخ پھیر لیتی ہے۔ موسم بہار روٹھ جاتا ہے اور خزاں ڈیرہ جما لیتی ہے اور جو لوگ جھوٹ نہیں چھوڑتے ان کے لئے یہ تمام نظام منور، ظلمت و تاریک ہو جاتا ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتے اس سے ایک میل دُور چلے جاتے ہیں۔

(ترمذی 1972ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تمام ہلاکتوں، فلاکتوں، تباہیوں، ہر بربادیوں اور رسموں سے بچائے۔ آمین

بقیہ: رمضان المبارک۔ اسم بامسمّی مہینہ.....از صفحہ 7

رمضان کا پانچواں معنی

تکالیف کی پرواکئے بغیر رحمت کی تلاش

سعید بن عبد اللہ الشرتونی (1847–1912ء) اپنی کتاب ”أقربُ المَوَارِدِ فِی فُصَحِ العربیۃ والشوارد“ میں زیر لفظ ”رمض“ لکھتے ہیں: (الرَّمَضُ) کا معنی (المَطَرُ یأتِي قبل الخریف فیجد الأرض حارۃ محترقۃ) کے ہیں یعنی وہ بارش جو خزاں کے موسم سے پہلے آتی ہے تو زمین کو گرم اور جلتا ہوا پاتی ہے۔ اسی طرح اگر (تَرَمَّضَتِ الصَّیْدُ) کہا جائے تو اس کا مطلب ہے (صَادَہٗ فِی الرمضاء) یعنی شکاری سخت گرمی میں شکار پر نکلا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”پھر لغت میں (تَرَمَّضَ الصَّیْدُ) کا محاورہ بھی لکھا ہے۔ یعنی جنونی شکاری شدت گرما کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ گرمی کے وقت اپنے شکار کی تلاش میں نکلا۔ گویا اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ بھوک اور پیاس اور دوسری سختیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے۔ گرمی کی شدت یا تکلیف، یا بھوک اور پیاس، یا بے خوابی وغیرہ اس کے راستے میں روک نہیں بن سکتیں۔ اور وہ جو کچھ تلاش کرتا ہے اس کا مفہوم بھی ہمیں اسی لفظ سے ہی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اس کا مطلوب ہرن اور تیتر کا شکار نہیں ہوتا۔ چنانچہ (الرمض) کے ایک اور معنی عربی میں (المطر یأتي قبل الخریف یجد الارض حارۃ محترقۃ) (اقرب) ہیں یعنی وہ بارش جو گرمی کی شدت کے بعد اور موسم خزاں سے پہلے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور جب وہ نازل ہوتی ہے تو زمین پوری طرح تپی ہوئی اور جلی ہوئی ہوتی ہے لیکن جب وہ بارش نازل ہوتی ہے تو اس تپش کو دور کر دیتی ہے۔ اس جلن کو مٹا دیتی ہے اور سکون کے حالات پیدا کر دیتی ہے۔ تو یہاں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ رمضان کے مہینے میں جنونی شکاری کی طرح بھوک اور پیاس اور دوسری تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جس مطلوب کی تلاش میں نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس رحمت کی بارش کے بغیر میرے دل کی جلن دور نہیں ہو سکتی میرے اندر جو آگ لگی ہوئی ہے وہ بجھ نہیں سکتی جب تک کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش نازل نہ ہو پس یہ تمام مفہوم لفظ رمضان کے اندر ہی پایا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ میرے بندوں کو چاہئے کہ وہ راتوں کے تیروں یعنی دعاؤں کو تیز کریں اور جنونی شکاری کے جنون سے بھی زیادہ جنون رکھتے ہوئے میری رحمت کی تلاش میں نکل پڑیں تب میری رحمت کی تسکین بخش بارش ان پر نازل ہو گی اور میرے قرب کی راہیں ان پر کھولی جائیں گی۔“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 54)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے اس بابرکت مہینے میں رحمت کی تسکین بخش بارش عطا فرمادے اور اپنے قرب میں جگہ دے اس بابرکت مہینے میں دعائیں کرتے ہوئے بلند سے بلند تر روحانی درجات کو پانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بقیہ: پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کی یاد...... از صفحہ 14

بزرگ کی باتیں سنی جائیں۔ جن کی آنکھیں ان خوش نصیب و خوش قسمت آنکھوں میں شامل ہوں، جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کو دیکھا ہو۔ اور جن کے کانوں کو بھی یہ خوش بختی اور خوش اقبالی نصیب ہوئی ہو، جنہوں نے پیشگوئی کے مصداق کی خوش گفتاری اور شیریں کلامی کو سنا ہو۔ چنانچہ قرعہ مکرم و محترم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ و نائب امیر جرمنی کے نام نکلا۔ کیونکہ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو دیکھا اور آپ کی تقاریر کو سنا ہوا ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت کی خواہش کی تکمیل میں مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ و نائب امیر جرمنی نے ٹیلی فرنک رابطہ کے ذریعہ خطاب کیا۔ آپ نے اپنے بیان میں جہاں پیشگوئی کے پس منظر کا نقشہ کھینچا وہاں پر آپ نے اس وجودِ مبارک کی چند ایک خصوصیات کا بھی ذکر کرتے ہوئے آپؓ کی ظاہری شکل وصورت کی خوبصورتی، آپ کی تقاریر کی خوش بیانی و روانی اپنی یادداشت پر زور دیتے ہوئے بیان کیں اور آپؓ کے ساتھ ہونے والی ملاقات کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد جرمن تقریر مکرم Kasim Dalkilic صاحب نے کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے سفر ہوشیار پور کا تذکرہ تفصیل سے بیان کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ اسلام و قرآن کی اشاعت کی تفصیل بیان کی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے ذریعہ نظام خلافت کی مضبوطی و پائیداری کی مختصراً جھلک پیش کرتے ہوئے، اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑنے اور مضبوط تعلق قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں دعا خاکسار نے کروائی۔ نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد کھانا تناول کیا گیا۔ کھانا نوش فرماتے ہی شاملین نے اپنے اپنے گھروں کا رخ کیا۔ اس پروگرام کو کامیاب و مرتب کرنے کا سہرا مکرم سیکرٹری صاحب تربیت محمد شاہد بٹ صاحب کے سر ہے۔ اسی طرح کھانا پکانے اور تقسیم کرنے کی خدمت مکرم رانا جاوید اقبال صاحب سیکرٹری ضیافت اور مکرم قمر زمان صاحب کے حصہ میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پیشگوئی کی عظمت وشکوہ کو مزید سمجھنے کی صلاحیت ولیاقت پیدا کر دے۔ آمین

رپورٹ: احمد بلال مغل۔ مبلغ سلسلہ مالی، ریجن کیتا

مالی، ریجن کیتا میں ریجنل جلسہ سالانہ کا انعقاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہیں کہ :

’’اِس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیّت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔‘‘

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے نظام کی بنیاد خدا تعالیٰ کے اذن سے 1891ء میں رکھی تھی۔ اس کی پیروی میں آج مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ اپنے جلسے منعقد کرتی ہے اور اب جلسہ سالانہ کا نظام بعض ممالک میں ریجنل سطح پر بھی جاری ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے ذریعہ سے جہاں احباب کے روحانی، اخلاقی اور علمی معیار بلند ہوتے ہیں وہیں ان جلسہ جات کے ذریعہ سے احباب جماعت میں محبت، اخوت اور بھائی چارہ فروغ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی اغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے مالی کے ریجن کیتا کو مؤرخہ 26 تا 27 فروری 2022ء اپنے ساتویں جلسہ سالانہ ریجنل کے انعقاد کی توفیق ملی۔ جلسہ کے انعقاد سے قبل مکرم خالد احمد صاحب مبلغ سلسلہ ریجن کیتا کی سربراہی میں ریجنل سطح پر مختلف میٹنگز کر کے جلسہ کے انعقاد اور پروگرامز کے متعلق حتمی فیصلے کیے گئے اور شہر کی انتظامیہ سے اجازت لی گئی۔

جلسہ ریجنل کا آغاز مؤرخہ 26 فروری کو بعد از نماز عشاء ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے دلکش پہلوؤں کو بیان کیا جس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔ پہلے دن کے پروگرام کا اختتام دعا کے ساتھ رات 12 بجے مقامی وقت پر ہوا۔

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی کے ساتھ کیا گیا۔ بعد از نماز فجر درس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ دس بجے صبح دوسرے دن کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز مکرم مولانا ظفر احمد بٹ صاحب امیر جماعت احمدیہ مالی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا جس کے بعد قصیدہ پیش کیا گیا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر مکرم محمد دومبیا صاحب لوکل مشنری نے ’’ایک احمدی کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان

پر کی۔ اس کے بعد مکرم عبد القادر تراؤرے صاحب لوکل مشنری نے ’’صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از قرآن و حدیث‘‘ کے عنوان پر اپنی گزارشات پیش کیں جس کے بعد مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نائب امیر جماعت احمدیہ مالی نے ’’اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَآءِ جَآءَ الۡمَسِیۡحُ جَآءَ الۡمَسِیۡحُ‘‘ کے عنوان پر تقریر فرمائی۔

ان تقاریر کے بعد معزز غیر از جماعت مہمانان کرام جن میں شہر کے میئر صاحبان، مقامی چرچ کے پادری صاحب اور دیگر نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کے علاقے میں فلاحی کاموں اور پیغام ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کی کھل کر تعریف کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا ظفر احمد بٹ صاحب امیر جماعت احمدیہ مالی نے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو ’’نظام جماعت اور مالی قربانی‘‘ کے حوالے سے توجہ دلائی اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کی کاروائی کا اختتام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمانان سے متعلق ہدایات کو سامنے رکھتے ہوئے مہمان نوازی کا خاص خیال رکھا گیا۔ جلسہ سالانہ ریجنل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ریجن کیتا کی 31 جماعتوں کے علاوہ متعدد مختلف گاؤں سے 630 احباب شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ جلسہ میں مقامی حکومتی شخصیات نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کے حوالے سے ایک رپورٹ مالی کے نیشنل ٹیلیویژن (ORTM) نے اگلے روز نشر کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے اور جلسہ کے تمام مقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے۔ آمین

رپورٹ: شفیق احمد قریشی۔ سیکرٹری اشاعت سسکاٹون، کینیڈا

جلسہ مصلح موعودؓ سسکاٹون جماعت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 20 فروری 2020ء کو سسکاٹون جماعت نے جلسہ مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا جس میں قریباً 275 افراد جماعت نے شرکت کی۔ جلسے کی صدارت مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب امیر جماعت سیسکاٹون نے کی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم توقیر صاحب نے کی اور بعد میں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ انگریزی ترجمہ مکرم احسن شاہ صاحب نے پیش کیا۔ اسکے بعد نظم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکرم راجہ مقصود احمد صاحب نے پڑھی۔ جس کا انگریزی ترجمہ حماد چیمہ صاحب نے پیش کیا۔ پروگرام کی پہلی تقریر اردو میں مکرم فضل احمد ساجد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور کردار پیشگوئی کی روشنی کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرم غلام رسول صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ اردو میں پڑھی اس کا ترجمہ انگریزی میں مکرم ڈاکٹر مشرف نوید صاحب نے پیش کیا۔ پروگرام کی آخری تقریر انگریزی میں مکرم مربی سعد حیات باجوہ صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں کے موضوع پر کی. اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر کوئز پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام حاضرین جلسہ نے شرکت کی یہ کوئز آن لائن لنک کے ذریعے سے انعقاد کیا گیا اور اس میں صحیح اور جلد جواب دینے پر انعامات دیے گئے۔ پروگرام کے آخر پر مکرم امیر صاحب سید تنویر احمد شاہ صاحب نے اختتامی ریمارکس دیے دعا کے بعد پروگرام کا اختتام ہوا اس کے بعد احباب جماعت کو کھانا پیش کیا گیا۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 12؍مارچ 2022ء بروز ہفتہ دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم مرزا لطیف احمد صاحب ابن مکرم حکیم فیروز دین صاحب (لندن)

7 مارچ 2022 کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کی پیدائش قادیان میں ہوئی اور بچپن قادیان میں گزرا۔ ربوہ قیام کے دوران لوکل جماعت میں بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کو افریقہ میں ایک مسجد بنوانے کی بھی توفیق ملی۔ آپ بڑے دیندار، دعاگو، ہر ایک سے پیار و محبت سے ملنے والے، غریب پرور، خدمت گزار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (کینیڈا)

29 جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے والد حضرت ملک شادی خان صاحب اور سسر حضرت سید محمد شاہ صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحومہ نے کراچی میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، انتہائی ملنسار، خوش اخلاق اور نافع الناس وجود تھیں۔ خلافت اور جماعت سے انتہائی محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے خاوند 2000ء میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کی اپنی کوئی حقیقی اولاد نہ تھی جس پر انہوں نے اپنی نند کے بیٹے سید منصور احمد صاحب کو گود لیا اور ان کی بہترین رنگ میں پرورش کی توفیق پائی۔

2- مکرم محمد عبد المجید صاحب ایڈووکیٹ (ڈھاکہ۔ بنگلہ دیش)

13 فروری 2022 کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم ضمیر الدین احمد صاحب نے 1955 میں احمدیت قبول کی تھی۔ مرحوم نے 2016 تک قضاء بورڈ بنگلہ دیش کے صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہرا اخلاص اور فدائیت کا تعلق تھا۔ چندہ جات ہمیشہ وقت پر ادا کرتے رہے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہے۔

3- مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب

3 فروری 2022ء کو ایک کار حادثہ میں 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے محرّر کے عہدے سے ملازمت شروع کی لیکن پھر 1990ء میں امریکہ کی یونیورسٹی آف پنسلوینیہ سے ایجوکیشن میں ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد حکومت پاکستان میں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور پھر 1998ء میں Deputy Secretary of Education کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی صوبائی سطح پر شعبہ تعلیم سے منسلک رہے۔ وفات کے وقت بھی سرحد یونیورسٹی پشاور میں باقاعدہ طور پر پروفیسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم کو خلافت اور جماعت سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ کی سب سے بڑی خدمت قرآن کریم کے پشتو ترجمے کا اہم ترین کام ہے جسے آپ نے انتھک محنت اور جانفشانی سے کیا۔ اس کے علاوہ سلسلہ کی کئی کتابوں کا بھی ترجمہ کرنے کی توفیق پائی۔ آپ نے سیکرٹری تعلیم ضلع پشاور کے علاوہ ناظم انصار اللہ ضلع پشاور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء میں اپنے گاؤں بازید خیل میں دشمنان احمدیت کی طرف سے سخت بائیکاٹ کو نہایت بہادری سے برداشت کیا۔ گورنمنٹ کی ملازمت کے دوران بھی معاندین احمدیت کی ہرممکن کوشش ہوتی تھی کہ ان کی تقرری دور دراز علاقوں میں کی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور احمدیت کی برکت سے آپ پشاور میں ہی اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ جماعتی عہدیداران کا بہت احترام کرتے تھے۔ انتہائی غریب پرور انسان تھے اور خاموشی سے مالی مدد کرنا ان کا خاصہ تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے، 4 بیٹیاں اور متعدّد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

4- مکرم بشارت احمد عزیز صاحب انبالوی (کینیڈا)

7؍فروری 2022ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی میراں بخش صاحب انبالوی قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ کے والدین کو 1940ء میں انبالہ (انڈیا) میں دشمنوں نے حملہ کر کے نہایت سفاکانہ طور پر شہید کر دیا تھا۔ مرحوم کو خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ خطبہ جمعہ خاص اہتمام سے خود بھی سنتے اور بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالی۔ خلافت ثالثہ میں جب آپ کو کیسٹ ریکارڈر میسر آیا تو جلسہ سالانہ کی تقاریر ریکارڈ کرتے، انہیں بار بار سنتے اور ان نصائح پر عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا اور گھر میں لائبریری بنا رکھی تھی اور تین بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر چکے تھے۔ مرحوم نے تمام عمر پہلے پاکستان اور پھر کینیڈا میں صدر حلقہ کے علاوہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم خوش اخلاق، صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، صاف گو، اُصول پسند، شریف النفس اور بہت نیک طبع انسان تھے۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

5- مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب (کینیڈا)

18 جنوری 2022 کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت سید علی احمد شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے اور محترم خان میر خان صاحب (باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے داماد تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ متحدہ عرب امارات کی فوج میں طبی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو فرقان بٹالین اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں بطور ڈسپنسر بھی کام کی توفیق ملی۔ جہاں بھی رہے اپنے گھر کو نماز سینٹر کے لئے پیش کیا۔ آپ نے ایڈیشنل قائد مال اور نائب قائد اشاعت مجلس انصار اللہ کینیڈا کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صاحب الرائے تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ دو مرتبہ حج اور متعدّد مرتبہ عمرہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ مرحوم خوش اخلاق، خوش مزاج، خوش گفتار اور خوش لباس تھے۔ غرباء اور یتیموں کے ہمدرد تھے اور ہمیشہ انکی مدد کرنے میں کوشاں رہتے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، ایک بیٹی اور متعدّد پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بھتیجے مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب امریکہ میں بطور مبلغ سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ ان تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے)

ایڈیٹر کے نام خطوط

•مکرم مبشر احمد عابد مربی سلسلہ لکھتے ہیں:

آج 12 مارچ کے شمارے میں آپ نے موجودہ حالات کے پیش نظر کمال کا اداریہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ شعر تھا:

سرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جا نے کے بعد

پورا اداریہ پڑھ کر بہت ایمان تازہ ہوا، اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر تمام احمدیوں کو استقامت عطا فرمائے، آمین۔

دشمن جتنا مرضی زور لگائے اللہ تعالیٰ نے خلافت کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھنا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خلافت سے جدا نہیں کرسکتی۔ پہلے کی طرح جماعت احمدیہ نے خلافت کے سایہ میں اور عروج سے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کا سچا عاشق بنائے اور ہماری طرف سے حضور انور کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ آمین۔

•مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

جمعۃ المبارک کا شمارہ ہمارے لئے انمول تحفہ لئے ہوئے تھا۔ یہ تحفہ وصول کرتے ہوئے دِل شکر کے جذبات سے لبریز تھا کہ ہم (افرادِ جماعت) تو وہ ہیں جو ہر وقت اِس بات کے حریص ہیں کہ پیارے آقا سے کوئی دعا نصیب ہو۔ ہمارے دِلوں کی پکار بزبانِ مبارک صدیقی صاحب کہ

کوئی دم درود کر کے وہ میرے قلب و جاں کو نکھار دے
کوئی دے دعا مجھے پیار سے میرے دو جہاں جو سنوار دے

ایسے میں صبح سویرے، گھر بیٹھے پیارے آقا کی جانب سے سلامتی و حفاظت کی دعا ایسا بیش قیمت تحفہ تھی کہ دل سارا دن حمد کے گیت گاتا رہا۔ کیا ہی پیارا رشتہ ہے افرادِ جماعت کا۔ صد ہا بار شکر ہے اُس ذات کا جس نے ہمیں احمدیت کے خوبصورت رشتہ میں پرویا کہ کوئی اپنے کام کی غرض سے دربارِ خلافت میں جاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ صرف اکیلا میں ہی کیوں فیض یاب ہوں۔ سو وہ خلافت کی برکتوں سے اپنے ساتھ ہمارے دامن بھی بھر دیتا ہے۔ خاکسار آپ کی بے حد مشکور ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزائے خیر سے نوازے، آمین۔ ہماری (افرادِ جماعت) کی بھی ہر ہر سانس اپنے محبوب آقا کی صحت، سلامتی اور تائید و نصرت کے لئے دعا گو ہے۔ ہمارے دِلوں کے عکاس مبارک صدیقی صاحب کے یہ اشعار

اے مرے خدا! مرے چارہ گر اُسے کچھ نہ ہو
مجھے جاں سے وہ عزیز تر اُسے کچھ نہ ہو
تیرے پاؤں پڑ کے دعا کروں سرِدشت میں
میرے سر پہ ہے وہی اِک شجر اُسے کچھ نہ ہو

•مکرم آر آر قریشی لکھتے ہیں:

حدیث مبارکہ میں ہے: ''جو شخص بندہ کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔'' عاجز آپ کا بے حد شکریہ کے ساتھ ادارہ آن لائن اخبار کے تمام کارکنان کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہونے کے ساتھ ساتھ دعا گو بھی ہے۔ کہ مضامین پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کی توفیق بھی ملتی رہے۔ آمین

چند ایک مضامین نے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑا، اللہ تعالیٰ کرے یہ اثر قائم رہے، آمین۔ مختلف عنوانات جیسے ''پیغام عہدیداران۔ دعا کی تازہ تحریک''، ''میں تو انتہائی عاجز سا انسان ہوں'' اور'' صداقت زمانہ کے مامور کی قران پاک کی آیت ''الحاقہ آیت 45-48'' بہت عمدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنے تعلق کو سلسلہ کے اخبارات اور ایم ٹی اے کے ذریعے سے ''خطبات امام'' سے ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

•مکرم رانا منظور احمد لکھتے ہیں:

مکرم چوہدری فضل کریم کا اپنا بیان فرمودہ قبول احمدیت اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا ایمان افروز تذکرہ الفضل میں شائع کر وا کر محفوظ کر لینا بہت مستحسن کام ہے۔ بہت قابل قدر معلومات میسر آئی ہیں۔ خاکسار کو اس مضمون کی ترسیل بھی از حد واجب الشکر یہ ہے۔ ان کی فرشتہ سیرت شخصیت کی عظمت خاکسار کے دل میں اور بھی بڑھ گئی ہے۔ ان کے حسن سلوک اور دلی خیر خواہی کا خاکسار پر اور اہل و عیال پر نہایت گہرا اثر ہے۔

اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرماتا رہے۔ اپنے قرب خاص سے نوازے۔ اپنے پیاروں میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

اعزہ و اقارب سے انہیں ہمیشہ شادمانی اور راحت کی خبریں پہنچتی رہیں۔ آمین

•مکرم انیس دیالگڑی۔ جرمنی سے لکھتے ہیں:

ماشاءاللہ ماشاءاللہ! چچا جان چوہدری فضل کریم کا ذکر خیر پڑھا روح وجد میں آ گئی۔ کیسے کیسے حالات اور امتحانات سے گذرے مگر ایمان اور ایقان بڑھتا گیا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے اور نسلوں تک یہ فضل پھیلا تا جائے آمین۔

میری والدہ محترمہ، محترم چچا جان مرحوم اور آپ کے سارے بچوں کو آخر وقت تک یاد کرتی رہیں۔ جب آپ کا بھائی اغوا ہوا تو بہت پریشان تھیں اور بار بار یاد کرتی تھیں کہ نہ معلوم کس حال میں ہو گا اللہ رحم کرے بھائی فضل کریم کے سارے بچے بہت شریف اور سعادت مند ہیں۔ یہ کہہ کر دعا کیا کرتی تھیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: جاوید اقبال ناصر۔ مبلغ سلسلہ جرمنی

پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں ایک تقریب

اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوں کی تائید و نصرت کے لیے ان کی زبان سے ایسے کلمات جاری کرواتا ہے، جو کہ آنے والے وقتوں میں پورے ہو کر ان کی سچائی پر مہر ثبت کرتے ہیں۔بعض اوقات وہ ایسے عظیم الشان ہوتے ہیں جن کو سُن کر ایک انسان کے ذہین میں کئی قسم کے سوالات جنم لیتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے کہ کیا یہ واقع ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں؟ کبھی خیال آتا ہے کہ ہوسکتا ہے سمجھنے میں غلطی لگی ہو؟ بعض اوقات تو وہ یہ بھی کہتا ہے۔نہیں! نہیں !یہ کبھی بھی پورے نہیں ہوں گے۔ گاہے بگاہے یہ بھی خیال آتا ہے اگر یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہیں تو کب پورے ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کے طرف سے کہے ہوئے ایسے الفاظ جو کہ آنے والے وقت میں پورے ہونے ہوتے ہیں، ان کو پیشگوئی کے نام سے جانا جاتا ہے۔کیونکہ ان الفاظ میں کسی ایسی واقع کے بارے میں خبر موجود ہوتی ہے جس کا وقوع ہونا مستقبل میں مقدر ہوتا ہے۔ ایسی ہی ایک بڑی شان وشکوہ والی پیشگوئی جو کہ مقام ومرتبہ کے لحاظ سے بہت اعلیٰ تھی۔ اس زمانے کے امام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئی۔آپ نے 20 فروری 1886 کو اللہ تعالیٰ سے خوش خبری پا کر دنیا کو ایک خوش خبری سنائی۔جس میں ایک بیٹے کی پیدائش کا ذکر تھا۔جس کو مصلح موعودؓ کا لقب دیا جانا تھا۔ یہ اعلیٰ مرتبہ کی خبر آپ کے بیٹے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کی یاد کو تازہ کرنے اور اس کے ذریعہ جماعت پر ہونے والے افضال و برکات کا ذکر کرنے کے لیے، اس پر اُٹھنے والے اعتراضات کو دیکھنے، سمجھنے اور پرکھنے کے لیے ہر سال فروری کے مہینے میں دنیا بھر کی جماعتوں میں جلسے اور تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ اسی طرح کی ایک تقریب کا انعقاد 20 فروری بروز اتوار کو بیت الحمد wittlich میں مکرم طاہر احمد ظفر صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ہوا۔ آن لائن شامل ہونے کی سہولت بھی ان کو دی گئی تھی جو کہ کسی وجہ سے مسجد میں آنے سے قاصر تھے۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ کی سعادت عزیزم ذیشان بٹ صاحب کے حصہ میں آئی۔ پڑھی گئی آیات کا جرمن ترجمہ عزیزم جاہد احمد ناصر صاحب نے کیا۔ پیشگوئی کے الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے وڈیو کے ذریعہ سنے گے۔ اردو میں نظم پیش کرنے کی توفیق مکرم ڈاکٹر عاصم محمد طارق صاحب نے پائی۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ’’یہ اولاد سب تیری عطا ہے۔ ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے‘‘ کو ترنم سے پیش کیا۔نظم کا جرمن زبان میں ترجمہ عزیزم اسامہ قمر صاحب نے کیا۔ پروگرام کی پہلی تقریر مکرم طاہر احمد ظفر صاحب نے کی۔ آپ نے مختلف واقعات کے ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت جرمن اور اردو میں بیان کی۔ان میں عشق الٰہی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی اسلام کے لیے ان تھک خدمات، جماعت کے افراد کے ساتھ آپ کی بے پناہ اُلفت ومحبت اور آپ کی بہادری وشجاعت کے واقعات شامل تھے۔بعدہٗ لجنہ اماء اللہ کی جانب سے ایک بچی عزیزہ مریم ناصر صاحبہ نے نظم ’’نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔ پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو۔‘‘ کو خوش الحانی سے پیش کیا۔بعض احباب جماعت کی خواہش تھی کہ کسی ایسے

بقیہ صفحہ 10 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینا

اولاد خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کی تخلیق خالقِ کائنات نے احسن رنگ میں کی ہے اور ہر دو کو ایک جیسے حقوق سے نوازا ہے۔ مگر بڑے ہی درد سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں ابھی بھی لڑکی کی پیدائش پر ماں کو طعنہ دیا جاتا ہے اور ایسی ماؤں کے لئے بیٹی کی پیدائش آزمائش بن جاتی ہے۔ اور اس طرح سے بیٹوں کو بیٹیوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ حالانکہ محسنِ نسواں صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیٹیوں کی اچھی تعلیم و تربیت کرنے والے والدین کو جنت کی نوید سنائی ہے۔

(بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا)

طلوع وغروب آفتاب

01 اپریل 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:57	18:35
مدینہ منورہ	04:55	18:38
قادیان	04:55	18:48
ربوہ	04:35	18:28
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:09	19:35

فقہی کارنر

اپریل فول ایک گندی رسم ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ۔ خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔

اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی لوگ جھوٹ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ چنانچہ عملی حالت اس پر شاہد ہے مثلاً قرآن تو تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ہی ہے مگر سنا گیا ہے کہ انجیلیں ساٹھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔شاباش اے پادریان! جھوٹ کی مشق بھی اسے کہتے ہیں۔شاید آپ نے اپنے ایک مقدس بزرگ کا قول سنا ہے کہ جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ثواب کی بات ہے۔

(مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 199)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)